مراقبہ کی حقیقت

حجۃ الاسلام **امام محمد بن محمد غزالی** رحمتہ اللہ علیہ

تدوین و تزئین
مولانا محمد شریف نقشبندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

مُراقبہ کی حقیقت

حُجّۃُ الاِسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

تزئین و تدوین

مولانا محمد شریف نقشبندی

ضیاءُ القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	مراقبہ کی حقیقت
مصنف	حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ	مولانا محمد شریف نقشبندی
تاریخ اشاعت	مئی 1999ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	ایل. جی پرنٹرز، لاہور
قیمت	-/39 روپے

ملنے کا پتہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون:۔ 7225085-7247350

فیکس :۔ 042-7238010

عنوانات

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	مراقبہ	۹	۱۴	تخصیص محاسبہ	۲۳
۲	مقامات کی شرح	۱۲	۱۵	مراقبہ کی فضیلت	۲۵
۳	مقام اوّل	۱۲	۱۶	دوسرا مقام	۲۵
۴	عقل کی محتاجی	۱۳	۱۷	مراقبہ کی تعریف	۲۵
۵	پہلی محتاجی	۱۳	۱۸	بیان اوّل	۲۵
۶	دوسری محتاجی	۱۴	۱۹	حکایت عجوبہ	۲۷
۷	چوبیس خزانے	۱۵	۲۰	حکایت عجوبہ	۲۸
۸	اقوال المشائخ	۱۷	۲۱	حضرت جنید کا فرمان	۲۹
۹	ارشاد نبوی	۲۱	۲۲	حضرت مالک بن دینار کا فرمان	۲۹
۱۰	دانا کا قول	۲۲	۲۳	حضرت محاسبی کا فرمان	۳۰
۱۱	حضرت لقمان کا قول	۲۲	۲۴	حضرت مرتعش کا قول	۳۰
۱۲	نفس کا حساب	۲۲	۲۵	حضرت ترمذی کا فرمان	۳۰
۱۳	حضرت عمر کا فرمان	۲۳	۲۶	حضرت سہل کا فرمان	۳۱

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار		نمبر صفحہ
۲۷	آیت کا مفہوم	۳۱	۴۶	ضروری اُمور	۴۷
۲۸	حضرت ذوالنون کا فرمان	۳۲	۴۷	ارشاد نبوی	۴۷
۲۹	**نصیحت کرنا**	۳۲	۴۸	ارشاد نبوی	۴۸
۳۰	حضرت سفیان ثوری کا فرمان	۳۳	۴۹	ارشاد نبوی	۴۹
۳۱	حضرت فرقد سنجی کا فرمان	۳۳	۵۰	دُعائے صدیقی	۵۰
۳۲	حکایت عجوبہ	۳۳	۵۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان	۵۰
۳۳	**درجات مراقبہ**	۳۵	۵۲	دُعائے نبوی	۵۱
			۵۲	حضرت علی کا فرمان	۵۲
۳۴	بیان دوئم	۳۵	۵۴	ارشاد نبوی	۵۲
۳۵	مراقبہ کی حقیقت	۳۵	۵۵	ارشاد نبوی	۵۴
۳۶	مراقبہ کی اقسام و درجات	۳۶	۵۶	ارشاد نبوی	۵۵
۳۷	حضرت یحییٰ کا مراقبہ	۳۸	۵۷	ابراہیم ادہم کا فرمان	۵۵
۳۸	مراقبۃ المشائخ	۳۹	۵۸	حاصل کلام	۵۶
۳۹	حضرت ابوالحسین کا مراقبہ	۳۹	۵۹	پہلی ساعت	۵۷
۴۰	دو اشخاص کا مراقبہ کرنا	۳۹	۶۰	دوسری ساعت	۵۷
۴۱	دوسرا درجہ	۴۱	۶۱	تیسری ساعت	۵۷
۴۲	حضرت حسن کا فرمان	۴۴	۶۲	پہلی قسم	۵۹
۴۳	حضرت محمد بن علی کا فرمان	۴۶	۶۳	دوسری قسم	۵۹
۴۴	وحی الٰہی	۴۷	۶۴	تیسری قسم	۵۹
۴۵	دنیا کی محبت کی کیفیت	۴۷	۶۵	چوتھی قسم	۶۰

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۶۶	**معرفت نفوس**	۶۱	۸۵	دوسرا بیان	۶۹
۶۷	مقام سوئم	۶۱	۸۶	توبہ بن صمہ کا محاسبہ کرنا	۷۱
۶۸	بیان اوّل	۶۱	۸۷	**عقوبت معصیت**	۷۲
۶۹	ارشاد نبوی	۶۲	۸۸	مقام چہارم	۷۲
۷۰	چہار ساعات کی تخصیص	۶۲	۸۹	ہاتھ کا جل کر کباب ہو جانا	۷۳
۷۱	ارشاد نبوی	۶۳	۹۰	پاؤں کا کٹ کر گر پڑنا	۷۳
۷۲	ارشاد باری تعالیٰ	۶۳	۹۱	ابن کرسی کا کمال	۷۴
۷۳	حضرت مہران بن میمون کا فرمان	۶۳	۹۲	آنکھ پر طمانچہ مارنا	۷۴
۷۴	حضرت ابوبکر صدیق کا فرمان	۶۴	۹۳	نفس پر عقوبت	۷۵
۷۵	حضرت ابن سلام کا عمل	۶۵	۹۴	سوال پر عقوبت	۷۵
۷۶	حضرت حسن کا فرمان	۶۵	۹۵	عہد کی پختگی	۷۵
۷۷	حضرت عمر کا فرمان	۶۶	۹۶	ایک سال کے لیے شب بیداری کرنا	۷۷
۷۸	آیت کریمہ کی تفسیر	۶۶	۹۷	زیارت نبوی کا حصول	۷۷
۷۹	حضرت مالک بن دینار کا فرمان	۶۷	۹۸	نفس سے دشمنی	۷۸
۸۰	میمون بن مہران کا فرمان	۶۷	۹۹	حضرت ابن سماک کا بیان	۷۸
۸۱	حضرت ابراہیم تیمی کا فرمان	۶۷	۱۰۰	فرشتہ کا نزول	۷۹
۸۲	حجاج کا خطبہ	۶۸	۱۰۱	نفس کی تھیص امری	۸۰
۸۳	ایک مرید کا بیان	۶۸	۱۰۲	حاصل کلام	۸۱
۸۴	**حقیقت محاسبہ**	۶۹	۱۰۳	سر آسمان کی طرف نہ اٹھانا	۸۱

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۰۴	احنف بن قیس کا عمل	۸۱	۱۲۳	نگاہ عبرت	۹۱
۱۰۵	حضرت وہیب کا عمل	۸۱	۱۲۴	حضرت مسروق کا مجاہدہ	۹۱
۱۰۶	حضرت داؤد طائی کا عمل	۸۱	۱۲۵	تین باتوں کا حصول	۹۲
۱۰۷	**مجاہدہ**	۸۴	۱۲۶	اسود بن یزید کا عمل	۹۲
			۱۲۷	حضرت ثابت بنانی کا عمل	۹۳
۱۰۸	مقام پنجم	۸۴	۱۲۸	حضرت جنید بغدادی کا عمل	۹۴
۱۰۹	حضرت فاروق اعظم کا عمل	۸۴	۱۲۹	ایک راہب کا فرمان	۹۴
۱۱۰	حضرت ابن عمر کا عمل	۸۵	۱۳۰	ابو محمد حریری کا عمل	۹۴
۱۱۱	ابن ابی ربیعہ کا عمل	۸۵	۱۳۱	اکابرین کا بیان	۹۵
۱۱۲	اکابرین کا عمل	۸۵	۱۳۲	راہب کا وصیت کرنا	۹۶
۱۱۳	اکابرین کے عمل کی پیروی کرنا	۸۶	۱۳۳	راہب کون؟	۹۷
۱۱۴	ارشاد نبوی	۸۶	۱۳۴	بیکار کون؟	۹۸
۱۱۵	ارشاد باری تعالیٰ	۸۷	۱۳۵	حضرت اویس قرنی کا عمل	۹۹
۱۱۶	ارشاد نبوی	۸۷	۱۳۶	حضرت عتبہ کا عمل	۹۹
۱۱۷	ملائکہ کا فرمان	۸۸	۱۳۷	سجدہ کی حالت کی کیفیت	۹۹
۱۱۸	حضرت حسن کا فرمان	۸۸	۱۳۸	تقویٰ کی اہمیت	۱۰۰
۱۱۹	ایک عجیب وغریب مجاہدہ	۸۹	۱۳۹	حضرت کمسل بن الحسن کا عمل	۱۰۰
۱۲۰	حضرت داؤد طائی کا مجاہدہ	۹۰	۱۴۰	نفس کا قاتل	۱۰۰
۱۲۱	نظر کا مجاہدہ	۹۰	۱۴۱	حضرت بشیر الحارث کا عمل	۱۰۱
۱۲۲	سلف صالحین کا عمل	۹۱	۱۴۲	حضرت اویس کا مجاہدہ	۱۰۲

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۴۳	جنت اور دوزخ کی سیر کرنا	۱۰۳	۱۶۴	حضرت حبیبہ عدویہ کا مجاہدہ	۱۱۹
۱۴۴	عابدین کی عبادت کی کیفیت	۱۰۴	۱۶۵	حضرت عجرہ کا مجاہدہ	۱۲۰
۱۴۵	حضرت سمنون کا وظیفہ	۱۰۴	۱۶۶	حضرت شعوانہ کا مجاہدہ	۱۲۰
۱۴۶	ابوبکر مطوعی کی عبادت کی کیفیت	۱۰۵	۱۶۷	ایک عابدہ کا بیان	۱۲۱
۱۴۷	عامر بن عبداللہ کا محاسبہ	۱۰۵	۱۶۸	عبداللہ بن الحسن کا بیان	۱۲۲
۱۴۸	اکابرین کا فرمان	۱۰۶	۱۶۹	حضرت سریہ کا مجاہدہ	۱۲۳
۱۴۹	**صحابہ کے عمل کی کیفیت**	۱۰۶	۱۷۰	رونا دل کی راحت ہے	۱۲۴
۱۵۰	ابومسلم خولانی کا مجاہدہ	۱۰۷	۱۷۱	حضرت عفیرہ کا مجاہدہ	۱۲۵
۱۵۱	حضرت صفوان بن سیم کا جہاد	۱۰۸	۱۷۲	اقوال الصالحین	۱۲۵
۱۵۲	حضرت قاسم بن محمد کا معمول	۱۰۸	۱۷۳	حضرت بریرہ کا مجاہدہ	۱۲۶
۱۵۴	عبد الرحمٰن بن اسود کا جہاد	۱۰۹	۱۷۴	حضرت معاذہ عدویہ کا مجاہدہ	۱۲۷
۱۵۵	اکابرین کا قول	۱۰۹	۱۷۵	حضرت رابعہ بصریہ کا مجاہدہ	۱۲۷
۱۵۶	صالحین کی علامات	۱۱۰	۱۷۶	حضرت شعوانہ کی دعا	۱۲۸
۱۵۷	حضرت عامر بن القیس کا فرمان	۱۱۰	۱۷۷	حضرت رحلہ کا مجاہدہ	۱۲۹
۱۵۸	علبہ غلام کا اجتہاد	۱۱۱	۱۷۸	**عتابِ نفس**	۱۳۲
۱۵۹	حضرت ربیعہ کا عمل	۱۱۲			
۱۶۰	اہل دانش کا قول	۱۱۲	۱۷۹	مقام ششم	۱۳۳
۱۶۱	بارگاہِ الٰہی سے پناہ طلب کرنا	۱۱۳	۱۸۰	ارشاد باری تعالیٰ	۱۳۴
۱۶۲	موت کا مزہ چکھنا	۱۱۶	۱۸۱	نتیجہ	۱۳۶
۱۶۳	کرز بن دبرہ کا مجاہدہ	۱۱۷	۱۸۲	الحاصل	۱۳۷

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ	نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۸۳	ارشاد باری تعالیٰ	۱۳۷	۱۸۸	علامتِ بیوقوفی	۱۴۲
۱۸۴	حاصل کلام	۱۳۸	۱۸۹	ارشاد نبوی	۱۴۲
۱۸۵	حضرت شیخ سعدی کا فرمان	۱۴۰	۱۹۰	حاصل کلام	۱۴۴
۱۸۶	حاصل کلام	۱۴۱	۱۹۱	ارشاد نبوی	۱۴۶
۱۸۷	کفر خفی کیا ہے؟	۱۴۲	۱۹۲	حاصل کلام	۱۴۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اٰتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ۔

اور ہم رکھ دیں گے صحیح تولنے والے ترازو قیامت کے دن پس ظلم نہ کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو گا ہم اسے بھی حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا۔ (۱۸/۴۹ الکہف)

ترجمہ:۔ اور رکھ دیا جائے گا (اُن کے سامنے) نامۂ عمل پس تو دیکھے گا مجرموں کو
کہ وہ ڈر رہے ہوں گے اس سے جو اس میں ہے اور کہیں گے صد حیف۔
اس نوشتہ کو کیا ہو گیا ہے کہ نہیں چھوڑا اس نے کسی چھوٹے گناہ کو اور نہ
کسی بڑے گناہ کو مگر اس نے اس کا شمار کر لیا اور وہ پائیں گے جو عمل اُنہوں نے
کیے تھے اپنے سامنے اور آپ کا رب کسی پر زیادتی نہیں کرتا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ
أَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔ (۹۹/۸ زلزال)

ترجمہ:۔ جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اُٹھائے گا پس انھیں خبر دے گا جو اُنھوں
نے بُرے عمل کیے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے ہیں اور
ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔ الزلزال ۱۰۱/۵

ترجمہ:۔ اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تاکہ دکھائے جائیں اُنکے اعمال تو
جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اُسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے
اُسے دیکھے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ پھر پورا پورا اجر دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے عمل کیا اور
ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا
وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ
اَمَدًاۢ بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ۔

ترجمہ :۔ جس دن موجود پائے گا ہر نفس نیکی جو اُس نے کی تھی اپنے سامنے اور جو کچھ کی تھی اُس نے بُرائی۔ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے درمیان مدت دراز اور ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے عذاب سے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ (۲/۲۳۵ البقرہ)

ترجمہ :۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو۔

ان آیات کریمہ سے اُن لوگوں نے جان لیا ہے جو اہل بصیرت اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی گھات میں لگا ہُوا ہے اور اُن لوگوں سے حساب کا الجھاوا ہوگا اور ذرّہ ذرہ خطرات اور لحظوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ٹھان لیا کہ ان خطرات سے نجات کی یہی صورت ہے کہ دائمی طور پر محاسبہ کیا جائے اور اپنے حالات کی خوب نگہبانی کی جائے۔ اپنے نفس سے ہر حرکت اور ہر ایک سانس کا مطالبہ کیا جائے اور ہر خطرہ و لحظہ میں اُس سے حساب لیا جائے اس لیے کہ جو کوئی اپنے نفس سے حساب لینے سے پہلے اُس کا محاسبہ کرتا رہے گا اُس کا قیامت میں حساب ہلکا ہوگا اور جواب دے سکے گا، اُسکا وہاں رجوع اور انجام اچھا ہوگا اور جو شخص اپنے نفس کا حساب نہ لے گا ہمیشہ پچھتائے گا اور قیامت کے میدان میں بہت

دیر تک کھڑا رہے گا اور اپنی برائیوں کے سبب رسوائی اور غضب میں پھنسا رہے گا۔ پس جب انھیں اس اَمر کا انکشاف ہو گا تو وہ جان لے گا کہ طاعت الٰہی کے بغیر ان خرابیوں سے نجات کی اور کوئی صورت نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صبر اور نگاہ داشت کے بارے میں حکم فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا

" اے ایمان والو ثابت رہو اور مقابلے میں مضبوطی کرو اور لگے رہو۔"

پس اُنھوں نے اپنے نفوس پر نگاہ داشت کرتے ہوئے شرائط قائم کیں پھر ان کے حالات پر نگہبانی کی پھر حساب کیا پھر سزا دی پھر مجاہدہ کیا پھر عتاب کیا غرض کہ ایک نگاہ داشت میں انھیں چھ مقام حاصل ہوئے جن کی شرح، حقیقتِ بیان، فضیلت اور ان کے اعمال کی تفصیل ضروری ہے اور ان سب کی اصل محاسبہ ہے۔ ہر ایک حساب شرط قائم کرنے اور نگہبانی کرنے کے بعد ہوا کرتا ہے۔ اگر حساب کے بعد کمی محسوس ہو تو نوبت عتاب اور عقوبت کو پہنچتی ہے۔

مقامات کی شرح

مقامِ اوّل

سب سے پہلے مقام میں نفس سے باہم شرائط قائم کا بیان ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جو لوگ تجارت کرتے ہیں اور اسباب تجارت میں شریک ہوتے ہیں اُن سب کی غرض حساب کے وقت یہ ہوتی ہے کہ کچھ نفع بچ رہے اور جس طرح کہ

تاجر اپنے شریک سے امداد حاصل کرتا ہے اور مال اُس کے سپرد کرتا ہے کہ تجارت کرے پھر اُس سے حساب کیا کرتا ہے اور اسی طرح آخرت کے طریقہ میں عقل تاجر ہے اور اُس کا نفع نفس کے مطلب کا پاک و صاف کرنا ہے کیونکہ فلاح اسی کے تزکیہ پر موقوف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

”جس نے اُس کو سنوارا مراد کو پہنچا اور جس نے اُس کو خاک میں ملایا نامراد ہُوا۔

اور اُس کا تزکیہ صالحہ اعمال سے ہوتا ہے اور عقل ایسی تجارت میں نفس سے مدد لیتی ہے یعنی اُسے ایسے کاموں میں لگاتی ہے جن سے اُس کا تزکیہ ہو جیسے تاجر اپنے شریک خواہ غلام تاجر پیشہ سے مدد لیا کرتا ہے اور جس طرح کہ شریک سے تاجر کے بارے میں مدعی بن کر اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ پہلے اس سے کچھ شرائط کر لے پھر اس کے حال کی نگہبانی کرے۔ پھر حساب سمجھا کرے پھر عقاب یا عتاب کیا کرے۔ اسی طرح عقل بھی نفس سے ان چار باتوں کی محتاج ہے۔

عقل کی مُحتاجی

پہلی محتاجی

عقل کی سب سے پہلی محتاجی یہ ہے کہ نفس سے شرائط قائم کرے کہ کچھ وظائف ان پر مقرر کر دے اور یہ ان پہ پابند رہے اور اُسے نجات کے طریقے بتا کر تاکید کرے

کہ اُسی راستے پر چلے۔

دوسری محتاجی

عقل کی دوسری محتاجی یہ کہ اُس کی نگہبانی سے ایک دم بھی غفلت میں نہ رہے اس لیے کہ اگر اُسے بیمار بستر کی طرح چھوڑ دے گی تو اُس سے خیانت اور راس المال کی تلفی کے سوا کچھ نہ دیکھے گی جیسے خائن غلام خالی میدان دیکھ کر اگر مال پر اپنا قابو دیکھتا ہے تو ایسا ہی کرتا ہے پھر نگرانی کے بعد اُس سے حساب لینا چاہیے اور شرائط اور عہدوں کو پورا کرانا چاہیئے کیونکہ دنیا کی سوداگری جو پیسہ پیسہ سے نفع کی ہوتی ہے اُس میں کوڑی کوڑی کا حساب ہوتا ہے اور یہ تو وہ سوداگری ہے جس کا نفع فردوس بریں، انبیاءؑ شہداء کے ساتھ مقام ملتہی پر پہنچتا ہے تو اس میں حساب کی رُو سے بال کی کھال اُتارنی اور نفس کو تنگ کرنا نہایت ضروری ہے پھر دنیا کا منافع خواہ لاکھوں ہی کیوں نہ ہو جاتا رہتا ہے تو ایسی خیر جو دائمی نہ ہو تو وہ خیر ہی کیا ہے اُس سے وہ شر ہی بہتر ہے جو دائمی نہ ہو اس لیے کہ جب وہ جاتی رہے گی تو دائمی طور پر خوشی تو ہو گی اور شر تو جاتی رہے گی اور اگر خیر جاتی رہے گی تو خیر کی خیر گئی اور اُس کا رنج دائمی طور پر رہے گا یہ بات حقیقت پر مبنی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہایت غم ہے ہم کو اُس خوشی سے
یقیں جس کی جُدائی کا ہمیں ہو

اس صورت میں ہر محتاج پر جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو واجب ہے کہ اپنے نفس کے حساب لینے سے اور تنگ گیری سے حرکات و سکنات، خطرات اور ہر ایک قدم میں غفلت نہ کرے اس لیے کہ انسان کی عمر میں جو سانس ہے وہ

ایسا جوہر ہے کہ جس کا کچھ عوض نہیں اور اس سے ایک ایسا خزانہ خریدا جا سکتا ہے کہ جس کی دولت ابدالآباد تک تمام نہ ہو۔ پس ایسی سانسوں کا ضائع ہونا یا ایسی باتوں میں مصروف ہونا جو ہلاکت کا سبب ہوں عظیم نقصان کی بات ہے کہ کسی عاقل کا نفس اسے تسلیم نہیں کرے گا۔ پس جب کوئی آدمی صبح اُٹھ کر نماز پڑھنے کے بعد اپنے دل کو نفس سے شرط کرنے کے لیے فارغ کرے جس طرح کہ تاجر اسباب سپرد کرتے وقت اپنے شرکت میں کام کرنے والے سے شرط کرنے کے لیے تنہا بیٹھ جاتا ہے دیگر اشخاص کو وہاں آنے نہیں دیتا تاکہ دوسرا شریک ان شرائط کو اچھی طرح سمجھ لے دوسری باتوں سے طبیعت منتشر نہ ہو پھر نفس سے یوں کہے کہ میرا راس المال یہی عمر ہے جب یہ فنا ہو جائے گی تو اصل ہی جاتی رہے گی پھر تجارت اور طلب منفعت سے اُمید باقی نہ رہے گی اور اس آج کے دن میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مہلت دی ہے اور میری موت میں تاخیر فرمائی ہے اور مجھ پر انعام کیا ہے اگر بالفرض مجھے موت دیتا تو میں آخر یہی تمنا کرتا کہ ایک دن کے لیے مجھے دنیا میں بھیج دے تاکہ میں نیک عمل کر دوں تو تُو یہی سمجھ لے کہ مرنے کے بعد یہاں واپس ہو کر اسی دن کے لیے آیا ہے تو خبردار اس دن کو مت بھولنا کہ ہر ایک سانس ایک قیمتی جوہر ہے جو قیمت میں نہیں ملتا اور یہ بھی یاد رکھ کہ دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں۔

چوبیس خزانے

مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا کہ:

> "بندے کے ہر روز و شب میں چوبیس خزانے ایک قطار
> میں پھیلائے جاتے ہیں ان میں ایک خزانہ اُس کے
> لیے کھول دیا جاتا ہے تو اُس کو اپنی حسنات کے نُور سے

> سے پُر دیکھتا ہے اور یہ وہ حسنات ہوتی ہیں جو اُس گھڑی میں کی تھیں ان نوروں کے دیکھنے سے جو جبار بادشاہ کے نزدیک اُس کا وسیلہ ہیں اُس کو وہ فرحت، سرور اور بشارت حاصل ہوتی ہے کہ اگر وہ سرور اہل دوزخ پر تقسیم کر دیا جائے تو اتنی خوشی اُن کے حصّے میں آئے کہ اس کے مارے ان کو آگ کی تکلیف کچھ بھی معلوم نہ ہو اور جس گھڑی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اُس کا خزانہ کھولا جاتا ہے تو وہ سیاہ و تاریک ہوتا ہے اُس کی بدبو پھیلتی ہے اور اندھیری اُس کو دبا لیتی ہے اس خزانہ کو دیکھنے سے اُس پر اس قدر خوف و دہشت چھا جاتی ہے کہ اگر وہ دہشت اہل جنت میں بانٹ دی جائے تو ان کا تمام سکون ختم ہو جائے اور ایک اور خزانہ اُس کے لیے مفتوح ہوتا ہے نہ اُس میں خوشی کی خبر ہوتی ہے اور نہ ہی غمی کی خبر ہوتی ہے۔ یہ وہ ساعت ہوتی ہے جس میں بندہ سویا ہے یا غافل رہا ہے یا دنیا کے کاموں میں لگا رہا ہے اس خزانے کے دیکھنے سے وہ حسرت کرتا ہے کہ خالی کیوں رہا اور اس کو اس میں ایسا خسارہ ہوتا ہے جیسے کسی بڑی سلطنت کو کثیر نفع کا خسارہ طاقت کے بعد اپنی غفلت سے ہو جائے تو اس حسرت و غبن کا کیا ٹھکانا ہے۔"

یہاں اس قدر ہی کافی ہے اسی طرح اُس پر اُس کے اوقات کے خزانے اس کی تمام عمر

کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں تو وہ اپنے نفس کو کہے کہ آج تو ایسی کوشش کر کہ اپنے خزانے کو بھر لے ایسا نہ ہو کہ وہ اس مال سے خالی رہ جائیں جو تیری سلطنت کا سبب ہے۔ سستی، کاہلی اور آرام طلبی نہ کر ورنہ علیین کے درجات میں سے تجھ سے وہ بات فوت ہو جائے گی جو دوسرے کو ملے گی اور تجھے سوائے حسرت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا ہمیشہ افسوس کرتا رہے گا اور اگر جنت میں جائے گا مگر غبن اور حسرت کی تکلیف برداشت نہ ہو گی گو آگ کی تکلیف سے کم ہو۔

اقوال المشائخ

بعض اکابر نے فرمایا کہ:۔

"ہم نے مانا کہ گناہ گار کی معاف ہو جائے
گی مگر یہ بھی تو ہے کہ اُسے محسنوں جیسا ثواب نہ ملے گا۔"

اس قول میں افسوس اور حسرت کی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ

"جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے بعد وہ ہار
جیت کا دن ہے۔"

یہ تو وصیت نفس کو اوقات کے بارے میں ہوئی پھر اُسے نئے سرے سے وصیت ساتوں اعضاء کے بارے میں یعنی:۔

آنکھ کان زبان شکم شرمگاہ ہاتھ پاؤں

میں کرے اور ان اعضاء کو اُس کے سپرد کرے کیونکہ یہ اس تجارت میں بمنزلہ نفس خادموں کے ہیں اور انھیں سے اس تجارت کے اعمال بھی تمام ہوتے ہیں اور جہنم

کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے ایک جزء تقسیم ہو جائے گا اور یہ دروازے اُس شخص کے لیے متعین ہوں گے جو ان اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ پس نفس کو وصیت کرے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آنکھ کو غیر محرم کی طرف یا کسی مسلمان کے ستر کی طرف دیکھنے یا اُسے حقیر جاننے سے بچائے بلکہ ہر ایک فضولیات سے جس کی حاجت نہ ہو محفوظ رکھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فضول نظر کے بارے میں بھی پوچھے گا جس طرح کہ فضول کلام کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پھر جب آنکھ کو ان چیزوں کی طرف سے روکنا تو ایسے اُمور میں لگانا جو تجارت کے بارے میں ہوں اور ان میں نفع ملے اور وہ اشیاء ہیں جن کے لیے آنکھ کو پیدا کیا گیا یعنی عبرت کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب صنعتوں کا مشاہدہ کرنا اور اقتدار حاصل کرنے کیلئے اعمال خیر پر نظر ڈالنا اور قرآن وحدیث کو دیکھنا اور نصیحت واستفادہ کے لیے حکمت کی کتب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب اچھے کاموں کو مفصل طور پر بیان کرے اسی طرح ہر عضو کی شرح بیان کرے خصوصاً زبان اور پیٹ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ تاکید کرے اس لیے کہ زبان سرشت کی رُو سے چلی جاتی ہے اور ہلنے میں اُس کو کچھ مشقت نہیں معلوم نہیں ہوتی مگر اس کی خطائیں مثال کے طور پر غیبت اور جھوٹ کے اور اپنے نفس کو صاف بتانا دوسروں کو بُرا کہنا۔ کھانوں کی مذمت کرنا، دشمنوں پر لعنت اور بددعا کرنا اور کلام میں خصومت کرنا وغیرہ بہت خراب ہیں چنانچہ زبان کی آفات کے بارے میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ پس زبان ان آفات کے درپے رہتی ہے باوجودیکہ پیدا اس لیے ہوئی ہے کہ ذکر کرے اور لوگوں کو ذکر کی نصیحت کرے اور علمی بحث اور بندگان خدا کو تعلیم دے اور صراط مستقیم بتائے اور دو اشخاص کے مابین جو بگاڑ ہے اسے درست کرنے میں مصروف رہے تو نفس سے شرط کرے کہ تمام دن بغیر ذکر کے زبان کو نہ ہلائے۔ ایمان دار کی گفتگو صرف ذکر الٰہی ہوتا ہے اور اس کی نظر عبرت کے لیے ہے اور سکوت فکر کے لیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۱۸ ق

ترجمہ :۔ وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان لکھنے کیلئے تیار ہوتا ہے ۔

تو سوائے ذکر کے سکوت ہی مناسب ہے ۔ اور کوشش کر کے پیٹ کو اس بات پر لائے کہ حرص کو ترک کرے اور اکل حلال سے کم کھانے کی عادت پڑے ۔ شبہات کی اشیاء سے احتراز کرے اور اُس کو شہوات سے روک کر ضرورت کی مقدار پر اکتفا کرے ۔ اور اپنے نفس پر یہ شرط بھی لگائے کہ اگر ان باتوں میں سے کسی کے خلاف کرے گا تو تجھ کو یہ سزا دوں گا اور پیٹ کے شہوات سے بالکل روک دوں گا کیونکہ اس نے اپنی شہوات کے سبب جتنا حاصل کیا ہو اُس سے زیادہ جاتا رہے اسی طرح نفس پر سب اعضاء کے بارے میں شرط کرے سب کے بارے میں تحریر کرنا بہت طویل ہو جائے گا اور اعضاء کی طاعات اور معاصی کچھ خفی بھی نہیں کہ جن کی تحریر کرنے کی ضرورت ہو ۔ پھر اعضاء کے بارے میں وصیت کرنے کے بعد نفس کو اُن طاعات کی وصیت کرے جو دن رات میں بار بار ہوتی ہیں پھر نوافل کے بارے میں وصیت کرے جن پر نفس قادر ہے اور بہت سے کر سکتا ہے اور ان نوافل کی تفصیل اور کیفیت ان کے اسباب سے آمادگی کی کیفیت سب مرتب کر دے اور یہ شرائط ایسی ہیں کہ ہر روز ان کی حاجت ہوتی ہے مگر جب چند روز انسان ان کا عادی رہتا ہے اور نفس ان تمام شرائط کو پورا کرنے میں سعی کرتا ہے تو پھر شرط کی حاجت نہیں رہتی اور اگر بعض شرائط میں اطاعت کرتا ہے تو نئے سرے سے شرط کرنی چاہیئے ۔ اور اس کے بعد کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں ایک نئی مہم اور نیا واقعہ نہ ہوتا ہو اور اس کا حکم علیحدہ اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حق علیحدہ نئے طور کا نہ ہوتا ہو اور یہ بات دنیا کے اعمال میں مشغول ہونے والوں کو بھی اکثر

ہو جایا کرتی ہے مثلاً حکومت اور تجارت اور تعلیم میں کم کوئی دن ہوتا ہو گا جس میں کوئی نیا معاملہ نہ ہوتا ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی حاجت نہ پڑتی ہو تو اس لیے اپنے نفس سے یہ بھی شرط کرے کہ ایسے حالات میں مستقیم رہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرے اور نیز بیکار رہنے کے انجام سے نفس کو ڈرائے اور اس کو نصیحت کرے اس طرح کرے جیسے بندہ بھاگا ہوا سرکش نصیحت کیا جاتا ہے کیونکہ نفس بھی طبع کی رو سے طاعات سے سرکش اور عبودیت سے منحرف ہونے کو چاہتا ہے مگر وعظ اور ادب دینا اس میں تاثیر کر جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ

”اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو۔“

پس اس طرح کہ نفس کے شرائط مقام اوّل کے بعد کرنا اور اس کے ساتھ نگہداشت کرنا ہے اس کا نام عمل سے پہلے کا محاسبہ ہے اور کبھی محاسبہ عمل کے بعد ہوتا ہے اور کبھی عمل سے پہلے ڈرانے کے لیے کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ

”اور جان لو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے سو
اس سے ڈرتے رہو۔“

اور یہ آئندہ کے لیے ہے اور جو نظر کثرت معرفت اور مقدار کے لیے باعث نقصان ہوتی ہے اس کو محاسبہ کہتے ہیں۔ پس بندہ اگر دن بھر اپنے اعمال پر نظر رکھے گا اس غرض سے کہ ان کا کم از کم حال ہی معلوم ہو جائے تو یہ امر بھی محاسبہ میں داخل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا

"اے ایمان والو جب اللہ کے راستے میں سفر کرو تو تحقیق کر لو۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

"اے ایمان والو اگر فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لو۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ۔

"اور ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے جی میں جو باتیں آتی ہیں جانتے ہیں۔"

اس کو ڈرانے کے لیے اور آئندہ کو احتراز کرنے پر تنبیہ کے لیے ارشاد فرمایا۔

ارشاد نبوی

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر وصیت کے لیے استدعا کی تو آپ نے فرمایا:

"جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کا انجام سوچ لے

اگر انجام بہتر ہو تو اُس کام کو کر اور اگر انجام خراب ہو تو اُس سے باز رہ ۔

دانا کا قول

ایک دانا کا قول ہے کہ :۔

"جب تم چاہو کہ عقل ہوائے نفسانی پر غالب رہے تو کسی شہوت کو پورا نہ کرو جب تک انجام نہ دیکھ لو اس لیے کہ خواہش کے پورا نہ ہونے کی نسبت دل میں پشیمانی کا رہنا زیادہ بُرا ہے ۔"

حضرت لقمان کا قول

حضرت لقمان کا قول ہے کہ :۔

" ایمان دار جب انجام کو دیکھ لیتا ہے تو ندامت سے بچ جاتا ہے ۔"

نفس کا حساب

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا :۔

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ ۔

> "داناوہ ہے کہ اُس کا نفس مطیع ہو اور مرنے کے بعد کے لیے عمل کرے اور احمق وہ ہے کہ اپنے نفس کو اُس کی خواہشات کے تابع رکھے اور اللہ پر تمنا رکھے۔"

دَانَ نفسہ کے یہ معنی ہیں کہ نفس سے حساب لے اور یوم الدین حساب کے دن کو کہتے ہیں اور قرآن مجید میں اَئِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ کے معنی بھی یہی ہیں کہ حساب لیے جائیں گے۔

حضرت عمر کا فرمان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> "اپنے نفس سے محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ تم محاسبہ کیے جاؤ اور اس کو اس سے پہلے وزن کرو کہ تم وزن کیے جاؤ اور عرض اکبر کے لیے مستعد رہو۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھا کہ:

> "اپنے نفس سے سختی کے حساب سے پہلے راحت کے وقت میں حساب لو۔"

تخصیص محاسبہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ محاسبے کا حال تم نے قرآن مجید میں کیسے پایا اُنھوں نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ:

”زمین کے حساب کرنے والے کو آسمان کے حساب کرنے
والے پلا کی ہے۔“

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُن پر درّہ لے کر اُٹھے اور فرمایا:۔

”بجز اس کے جو اپنے نفس کا حساب لے۔“

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:۔

”اے امیر المومنین یہ استثناد اس کے برابر ہی توریت
بیں مذکور ہے درمیان میں کوئی اور کلمہ نہیں ہے۔“

اور اس میں اشارہ آئندہ محاسبے کے لیے ہے۔ اس لیے فرمایا:۔

مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَيَعْمَلُ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ

اس کے یہ معنی ہیں کہ اُمور کو اول وزن کرلے اور ان میں اچھی طرح تامل و تدبر کر کے پھر اُسے کرنے کی جرأت کرے۔“

◆

مُراقبہ کی فضیلت

دوسرا مقام

مراقبہ کی تعریف

مراقبہ کی تعریف اس طرح ہے :۔

> ”مراقبے کے معنی ایک دوسرے کو دیکھنا یعنی یہ خیال رہنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھتا ہے اور میں اُس کو دیکھتا ہوں۔“

بیانِ اوّل

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ :۔

”اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اُسے دیکھتے ہو۔“

پھر ارشاد نبوی ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھتے ہو۔"

پس اگر یہ بات نہ ہو کہ تم اُس کو دیکھتے ہو تو یہ تو ہو کہ وہ تم کو دیکھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

"بھلا جو شخص لیے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر اُس کا کیا۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

"یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا

"اللہ ہے تم پر مطلع۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰاعُوْنَ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ۔

"اور جو اپنے دہر دھڑیں اور اپنا قول نباہتے ہیں اور جو اپنی گواہی پر سیدھے ہیں۔"

اور حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ رَاقِبُ اللّٰہ اُس نے اس کے معنی دریافت کیے تو آپ نے فرمایا:۔

"ہمیشہ اسی طرح رہو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔"

حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

"جب میرا آقا مجھ کو دیکھتا ہے تو میں دوسرے کی پرواہ نہیں کرتا۔"

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

"جو چیزیں آدمی راہ سلوک میں اپنے نفس پر لازم کرتا ہے ان سب میں بہتر محاسبہ، مراقبہ اور اپنے علم سے اپنے عمل کی سیاست ہے۔"

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

"سب سے بہتر طاعت ہمیشہ مراقبہ حق کا ہے ۔"

حضرت جریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ :۔

"ہمارا یہ امر دو اصل پر مبنی ہے ایک یہ کہ اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کا مراقبہ لازم کرے ۔ دوسرے یہ کہ علم ظاہر اعمال پر قائم ہو۔"

حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :۔

جب تو لوگوں کے پاس ہو تو اپنے نفس اور قلب کی طرف خیال رکھ ایسا نہ ہو کہ ان کے پاس ہونے سے تو مغالطہ کھا جائے کہ وہ لوگ تیرے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے ۔"

حکایت عجوبہ

مروی ہے کہ :۔

"کسی بزرگ کا ایک نوجوان شاگرد تھا وہ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے اور اُسے دوسروں پر مقدم سمجھتے اُن کے دیگر مریدین نے عرض کیا کہ آپ اس کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ وہ جوان ہے اور ہم بوڑھے ہیں اُنھوں نے چند پرندے منگائے اور ایک اور مرید کو ایک جانور ایک چھری دی اور کہا کہ اسے ایسی جگہ ذبح کرنا کہ کوئی نہ دیکھے اور اُس جوان کو بھی یہی کہا تو سب مرید اپنا اپنا پرندہ ذبح کر لائے اور وہ شخص زندہ ہی واپس لے آیا۔ بزرگ نے پوچھا کہ تو نے اپنے ساتھیوں کے موافق کیوں ذبح نہ کیا اُس نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو اس لیے اللہ تعالیٰ ہر جگہ مجھ کو دیکھتا تھا سب مریدوں نے اس کے اس مراقبے کو پسند کیا اور اُس کی فضیلت کا اعتراف کیا۔"

حکایت عجیبہ

مروی ہے کہ:-

"جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تنہا ہوئی تو اُٹھ کر ایک بُت کا منہ ڈھانک دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بھلا تُو تو ایک پتھر کے دیکھنے سے حیا کرتی ہے مجھے کیا ہُوا ہے کہ جبار۔ بادشاہ کے دیکھنے سے شرم نہ کروں۔"

اور بعض جوانوں کے حالات میں لکھا ہے کہ:-

> "اُس نے کسی لونڈی سے مباشرت چاہی۔ لونڈی نے کہا تجھے حیا نہیں آتی جوان نے کہائیں کس سے حیا کروں ہم کو ستاروں کے سوا اور کون دیکھتا ہے اُس نے کہا کہ پھر ستاروں والا کہاں گیا وہ بھی تو دیکھتا ہے۔"

حضرت جنید کا فرمان

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آنکھ بند کرنے میں کس چیز سے مدد لُوں تو آپ نے فرمایا:۔

> "یہ جان کہ جس چیز کی طرف تو دیکھتا ہے تیری نگاہ اُس پر پیچھے پہنچتی ہے اور ناظرِ حقیقی کی پہلی نگاہ تجھ پر پہنچتی ہے"

پھر آپ کا فرمان ہے کہ:۔

> "مراقبے میں پکا وہی ہوتا ہے جس کو خوف ہو کہ میرا حظ پروردگار سے جاتا رہے گا"

حضرت مالک بن دینار کا فرمان

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

> "جنات عدن جنات فردوس میں سے ہیں اور اس کی عورتیں جنت کے گلاب سے بنی ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ ان جنتوں میں کون رہے گا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنات عدن میں وہ لوگ رہیں گے کہ جب وہ گناہ کا ارادہ کریں تو میری عظمت یاد کریں اور میرا لحاظ کریں اور

وہ لوگ کہ جن کی کمریں میرے خوف کے مارے جھک گئی ہیں
قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ میں اہل زمین کے عذاب
کا قصد کرتا ہوں مگر جب اپنے خوف سے بھوک پیاس والوں
کی طرف دیکھتا ہوں تو اُن سے عذاب ہٹا لیتا ہوں۔"

حضرت محاسبی کا فرمان

حضرت محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے مراقبہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

"مراقبہ کا شروع یہ ہے کہ دل کو پروردگار کا علم اور قرب حاصل ہونا چاہیئے۔"

حضرت مرتعش کا قول

حضرت مرتعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مراقبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

"مراقبہ یہ ہے کہ ہر لحظہ ہر کلمے پر غیب کے ملاحظے کے لیے باطن کی رعایت رکھے۔"

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں سے فرمایا کہ:۔

"تم ظاہر پر مقرر ہو اور میں باطن کو دیکھتا ہوں۔"

حضرت ترمذی کا فرمان

حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"اپنا مراقبہ ایسے شخص کے لیے کر کہ جس کی نظر سے تو غائب

نہ ہو اور شکر ایسے کا کر کہ جس کی نعمتیں تجھ سے منقطع نہ ہوں اور طاعت ایسے کی کر کہ جس سے تو مستغنی نہیں اور خضوع اس شخص کے لیے کر کہ جس کی ملک اور سلطنت سے تو نہ نکلے۔"

حضرت سہل کا فرمان

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"بندے کے دل کو فضل اور شرف اتنا اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا جتنا اس بات سے ہوتا ہے کہ یوں جانے کہ میں جہاں میں ہوں تو اللہ تعالیٰ میرا شاہد رہے گا۔"

آیت کا مفہوم

کسی بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ:۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ

کے کیا معنی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ:۔

"اس کے یہ معنی کہ رضا اُس کی ہو گی جس نے اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کیا اور اپنے نفس کا حساب لیا اور معاد کے لیے توشہ حاصل کیا۔"

حضرت ذوالنون کا فرمان

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ بندہ کس چیز سے جنت کو پہنچتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ،

"بندہ پانچ باتوں سے جنت کو پہنچتا ہے:۔

۱۔ استقامت جس میں کجی نہ ہو۔

۲۔ اجتہاد جس میں سہو نہ ہو۔

۳۔ ظاہر و باطن میں مراقبہ الٰہی ۔

۴۔ موت کی انتظار اور اُس کی تیاری۔

۵۔ نفس کا حساب لینا اس سے پہلے کہ اس سے حساب لیا جائے"

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گر کسی روز تو تنہا ہو نہ کہہ تنہا ہوں
بلکہ خالق ہے ترے حال کا ہر دم نگران
جان مت اُس کو کہ اک دم کو ہو تجھ سے غافل
اور جو بات چھپائے رہے اُس سے پنہاں
دیکھ تو کیسے چلا آتا ہے کل آج کے بعد
آج کل ہی میں فنا ہوتی ہے عمر انسان

نصیحت کرنا

مروی ہے کہ حضرت حمید طویل نے حضرت سلیمان بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو اُنھوں نے فرمایا:۔

"جب تم گناہ کرتے ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھتا ہے تب تو تم بڑی ہی جرأت کرتے ہو اور اگر یہ گمان ہو کہ وہ نہیں دیکھتا تو کافر ہو۔"

حضرت سفیان ثوری کا فرمان

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ایسے شخص کا مراقبہ اپنے اُوپر لازم کرو جس سے کوئی مخفیہ اَمر پوشیدہ نہیں اور ایسی ذات سے توقع رکھو جو وفا کی مالک ہے اور ایسے شخص کا خوف رکھو جو عقوبت کا مالک ہے۔"

حضرت فرقد سنجی کا فرمان

حضرت فرقد سنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"منافق تاکتا رہتا ہے جب کسی کو نہیں دیکھتا تو بُرائی کی راہ میں داخل ہو جاتا ہے مگر صرف لوگوں کو تاکتا ہے اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتا۔"

حکایت عجوبہ

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ جانے کے لیے نکلا آخر شب میں کسی جگہ اُترے آپ کے پاس ایک چرواہا پہاڑ پر سے آیا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ ان بکریوں میں سے ایک

بکری میرے ہاتھ بیچ دے۔ چرواہے نے عرض کیا کہ میں غلام ہوں اس میں خود فروخت نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے مالک سے کہہ دینا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا تھا۔ چرواہے نے عرض کیا کہ پھر خدا کو کیا کہوں وہ تو دیکھتا ہے۔ چرواہے کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب روئے۔ پھر آپ اُس غلام چرواہے کے ساتھ اُس کے مالک کے پاس گئے اور اُسے اُس کے مالک سے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اس بات نے تجھ کو آزاد کرا دیا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ تم آخرت میں بھی آزاد ہو جاؤ گے۔

◆

مُراقبہ کے دَرجات

بیانِ دوئم

جاننا چاہیئے کہ مراقبے کی حقیقت یہ ہے کہ رقیب کا لحاظ کرنا اور اپنی توجہ اُس کی طرف پھیرنا یعنی اگر کوئی شخص غیر کے سبب کسی بات سے احتراز کرے تو کہا کرتے ہیں کہ یہ فلاں کا لحاظ کرتا ہے۔

اہلِ تصوّف کے نزدیک مراقبہ کی حقیقت

اہل تصوّف کے نزدیک مراقبہ وہ حالتِ قلبی ہے جو ایک قسم کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اس حالت سے کچھ اعمال اعضاء میں اور کچھ اعمال دل میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ پس حالت تو یہ ہے کہ قلب کا رقیب کو تاکتے رہنا اور اُس کی طرف مشغول اور ملتفت رہنا اور اُسی کو ملاحظہ اور متوجہ ہونا۔ اور جس معرفت سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دل کی باتوں اور باطن کے احوال کا عالم جاننا اور اُس کو بندے کے اعمال کا رقیب سمجھنا اور سب نفوس کے کسب پر واقف جاننا اور یہ کہ دل کا بھید اُس کے سامنے اس طرح عیاں

ہے جسطرح انسان کا ظاہری پوست مخلوق پر عیاں ہے۔ بلکہ اس سے بھی زائد پس یہ معرفت تب یقینی ہو جاتی ہے یعنی شک سے خالی ہوتی ہے اور پھر دل پر غالب ہو کر اُس کو دبا لیتی ہے تو قلب کی پاسداری رقیب کی طرف لے جاتی ہے اور اُس کی ہمت کو رقیب کی طرف پھیر دیتی ہے اور اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں کہ آدمی کو کسی چیز کا یقین تو ہو مگر اُس پر وہ غالب نہ ہو جیسے موت کا علم کہ اس میں شک تو نہیں مگر دل پر اس کا غلبہ نہیں ہوتا بہر حال جو لوگ اس معرفت کے یقین کرنے والے ہیں وہ مقرب ہیں اور اُن کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ پہلی قسم صدیق ہے۔

۲۔ دوسری قسم اصحاب یمین ہے۔

اس لیے ان کا مراقبہ بھی دو قسم کا ہے۔

مراقبہ کی اقسام ودرجات

۱۔ مراقبہ کا پہلا درجہ صدیقین کا ہے جو تعظیم اور بڑائی کے لیے ہوتا ہے اور اُس کی کیفیت یہ ہے کہ دل اُس جلال کے ملاحظے میں ڈوب جاتا ہے اور اُس کی ہیبت سے شکستہ ہو جاتا ہے پھر اُس میں دوسرے کی طرف التفات کی گنجائش نہیں رہتی اور اس مراقبے کے اعمال کی تفصیل میں ہم زیادہ نظر نہیں کرتے اس لیے کہ اُس کے اعمال صرف دل ہی پر منحصر رہتے ہیں اور ظاہر کے اعضاء تو مباحات کی طرف بھی التفات نہیں کرتے ممنوعات کا تو ذکر ہی کیا ہے اور جب طاعات کے لیے حرکت کرتے ہیں تو ایسے ہوتے ہیں کہ گویا انہیں ہیں منجے ہوئے ہیں اس لیے اُن کی حفاظت کے بارے میں اور درست رکھنے میں کچھ تدبیر اور توقف کی حاجت نہیں بلکہ جو شخص کہ بالکل راعی کا مالک ہے وہ رعیت کو آپ ہی

درست کر دیتا ہے اور یہاں دل راعی ہے اور اعضاء اُس کی رعیت ہیں تو جب دل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مستغرق ہوگا تو اعضاء بے تکلف سیدھے راستے پر چلیں گے اور ایسا شخص وہ ہوتا ہے جس کو ایک ہی فکر ہو اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو سب فکروں سے بچادیا ہو اور جو شخص اس درجے پر پہنچ جاتا ہے وہ کبھی کبھی مخلوق سے اتنا غافل نہیں ہوتا کہ جو شخص اس کے پاس آئے اُسے اُس کی بھی خبر نہیں ہوتی اور باوجود آنکھیں کھلی ہونے کے اُس کو نہیں دیکھتا اور اگر چہ اُس سے کہا جائے تو باوجود بہرا نہ ہونے کے نہیں سنتا اور کبھی اُس کا بیٹا اُس کے پاس چلا جاتا ہے اور وہ اُس سے بھی کلام نہیں کرتا چنانچہ ایسا بعض اکابر کے لیے ہو جاتا تھا ان پر جو کسی نے اس بارے میں عتاب کیا تو اُس سے کہا کہ جب تو میرے پاس سے نکلے تو مجھے ہلا دینا اور اس امر کو کچھ بعید مت جانو اس لیے کہ ایسی بات کی نظیر اُن کے دلوں میں پاؤ گے جو زمین کے بادشاہوں کی تعظیم کرتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ کا خادم کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان پر کچھ ہو جائے خبر نہیں ہوتی اس لیے بادشاہوں کی مجلس میں بادشاہوں کی تعظیم میں ڈوبے رہتے ہیں اور اُن پر کیا موقوف ہے کبھی آدمی کا دل کسی ادنیٰ دنیاوی کام میں اگر مشغول ہوتا ہے تو اس میں ایسا فکر میں ڈوب جاتا ہے کہ اگر کہیں کو جاتا ہے تو جس جگہ جانا منظور تھا وہاں سے آگے نکل جاتا ہے اور جس کام کے لیے اُٹھا تھا وہ بھول جاتا ہے۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اب اس زمانے میں بھی کوئی ایسا شخص جانتے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہو کر مخلوق سے بے خبر ہو آپ نے فرمایا کہ میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو ابھی تمہارے پاس آئے گا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ عتبہ غلام داخل ہوئے آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اُنہوں نے کسی جگہ کا نام لیا کہ اُس کا راستہ مین بازار کو

تھا آپ نے پوچھا راستے میں تمھیں کون ملا تھا اُنھوں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو بھی راستے میں نہیں دیکھا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مراقبہ

حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک دفعہ دورانِ سفر تھے کہ ایک عورت کو دھکا لگا تو وہ منہ کے بل گر گئی لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں دھکا دیا، آپ نے فرمایا کہ مجھے تو دیوار کے سوا اور کچھ معلوم نہ تھا۔

مراقبۃ المشائخ

بعض اکابر سے منقول ہے کہ:۔

> "میں ایک جماعت کے قریب سے گزرا کہ وہ تیر اندازی میں مشغول تھے اور ایک شخص اُن کے قریب کچھ فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اُس کی جانب بڑھا اور چاہا کہ کچھ گفتگو کروں۔ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ خوش گوار ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ تنہا ہیں اُس نے کہا کہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور دو فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان لوگوں میں سے بڑھا ہُوا کون ہے اُس نے کہا کہ جس کو اللہ تعالیٰ بخش دے میں نے پوچھا کہ راستہ کہاں ہے اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اُٹھ کر یہ کہتا ہوا چل دیا کہ تیری زیادہ مخلوق تجھ سے غافل ہے۔"

تو یہ گفتگو ایسے شخص کی ہے جو کہ مشاہدۂ الٰہی میں ڈوبا ہُوا ہو کہ جو کچھ کہے وہ بھی اُسی کا ذکر

ہو جو سنے تو اُسی کے بارے میں سنے ۔ ایسے شخص کو اپنی زبان، اعضاء کے مراقبے اور نگرانی کی احتیاج نہیں کہ اس لیے کہ وہ اس حالت کے بغیر جس میں وہ ہے اور کسی چیز میں حرکت ہی نہیں کرتے ۔

حضرت ابو الحسین کا مراقبہ

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابو الحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے دیکھا کہ آپ چپ چاپ نہایت دلجمعی سے ایک گوشے میں بیٹھے ہیں کوئی چیز ظاہر میں حرکت نہیں کرتی ۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے یہ مراقبہ اور سکون کہاں سے سیکھا اُنھوں نے فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک بلّی تھی جب شکار کرنا چاہتی تھی تو بلّوں کے پاس گھات لگا کر بیٹھتی اور اپنا بال تک نہیں ہلاتی تھی ۔ میں نے یہ طریقہ اُس بلّی سے سیکھا ہے ۔

دو اشخاص کا مراقبہ کرنا

حضرت عبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> ”میں نے ابو علی رودباری کی ملاقات کے لیے مصر سے رملہ کو جانے کا قصد کیا۔ مجھ سے عیسیٰ بن یونس مصری نے جو زہد میں معروف تھے کہا کہ موضع صور میں ایک جوان اور نیم بوڑھا مراقبہ میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اگر تم انھیں ایک نظر سے دیکھ لو تو نفع پاؤ گے یہ سن کر میں صور میں بھوکا پیاسا داخل ہُوا۔ میری کمر میں ایک کپڑا بندھا ہوا تھا اور مونڈھے ننگے تھے میں جو مسجد میں گیا تو دو آدمیوں کو دیکھا

کہ قبلہ رُخ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا اُنھوں نے جواب نہ دیا پھر دوبارہ سہ بارہ سلام کیا مگر جواب نہ سُنا۔ میں نے ان کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ سلام کا جواب دیں۔ جوان نے اپنی گدڑی سے سر اُٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ اے خفیف کے لڑکے دنیا تھوڑی ہے اور تھوڑی میں سے بھی تھوڑی ہی رہی ہے تو اس تھوڑی سے بہت کچھ حاصل کر لے اور تجھے کتنا تھوڑا کام ہے کہ ہماری ملاقات کی فرصت پائی۔ پھر میری طرف دیکھا میری سب بھوک پیاس جاتی رہی اُنھوں نے مجھے ہمہ تن لے لیا پھر جوان نے اپنا سر جھکا لیا۔ میں اُن دونوں کے پاس اتنی دیر رہا کہ ظہر اور عصر وہیں پڑھی۔ جب عصر پڑھ چکے تو میں نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے اُس جوان نے میری طرف سر اُٹھا کر کہا کہ اے خفیف کے لڑکے ہم اور آپ مصیبت والے ہیں ہم کو نصیحت کی زبان نہیں ملی۔ میں اُن کے پاس تین دن رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ سویا اور وہ دونوں بھی پل بھر نہ سوئے۔ اس کے بعد میں نے اپنے اندر خیال کیا کہ انھیں قسم دوں کہ مجھے کچھ نصیحت کریں شاید کہ ان کی نصیحت میرے لیے مفید ہو۔ پس جوان نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے خفیف کے لڑکے ایسے شخص کی صحبت لازم رکھنا جس کے دیکھنے سے تمھیں خدا یاد آئے اور تیرے دل پر اُس کی ہیبت پڑے وہ تجھ کو زبان فعل سے نصیحت کرے زبانِ قول سے کچھ نہ کہے۔ والسلام اب آپ تشریف

لے جائیے۔"

پس جن لوگوں کے دل پر تعظیم اور اجلال غالب ہوتی ہے اُن کے مراقبے کا بھی حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ ان میں کسی چیز کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

دوسرا درجہ

اصحاب یمین میں سے دوسرا درجہ پرہیز گاروں کا ہے یہ وُہ لوگ ہیں کہ ان کے دلوں پر یقین کے ساتھ یہ بات غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و باطن پر مطلع ہے مگر جلال کے ملاحظہ نے انھیں مدہوش نہیں کیا بلکہ حد اعتدال پہ اُن کے دل باقی رہے اور ان میں اس بات کی بھی گنجائش نہیں رہی کہ احوال و اعمال پر التفات کریں مگر مواظبت اعمال کے باوجود مراقبہ سے جُدا نہیں رہے ہاں اُن پر اللہ تعالیٰ سے حیا کا غلبہ ہے اس لیے اگر کسی قسم کی جرأت کرتے ہیں تو توقف اور تامل کے ساتھ رکتے ہیں جس بات سے کہ قیامت میں رسوائی ہو اُس کی طرف قدم نہیں رکھتے اس لیے کہ وہ دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے اُوپر مطلع جانتے ہیں تو قیامت کے انتظار کی کیا حاجت ہے اور ان دونوں درجات کے اختلاف کا حال مشاہدات سے معلوم ہو سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص خلوت میں کوئی کام کرتا ہو اور اُس کے پاس لڑکا یا کوئی عورت آجائے اور اُسے معلوم ہو جائے کہ اس کو میرے کام کی اطلاع ہو گئی ہے تو وہ اس سے حیا کرنے لگے اور اچھی طرح بیٹھ جائے گا اور ظاہر ہے کہ لڑکے اور عورت کی تعظیم کے باعث اُٹھنے بیٹھنے کی درستی نہیں کرتا بلکہ حیا کی وجہ سے کرتا ہے اس لیے کہ اگرچہ ان کا مشاہدہ مدہوش و مستغرق نہیں کرتا مگر حیا البتہ جوش میں آتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بادشاہ یا دوسرا بزرگ اُس کے پاس آجاتا ہے تو اس کی تعظیم اُسے اس قدر مستغرق کر دیتی ہے کہ تمام کاموں کو چھوڑ دیتا ہے اور یہ چھوڑنا حیا کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ تعظیم کی جہت

سے ہوتا ہے اسی طرح بندوں کے مرتبے اللہ تعالیٰ کے مراقبے میں مختلف ہوا کرتے ہیں اور جو شخص اس درجہ میں ہوتا ہے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ اپنی تمام حرکات و سکنات، خطرات و لحظات اور سب اختیارات کا نگران رہے۔ اور ان اشیاء میں اس کی دو نظریں ہونی چاہئیں۔ ایک عمل سے پہلے اور ایک عین عمل کے اندر۔ عمل کے پہلے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ جو مجھ کو ظاہر ہوا ہے اور جس کے واسطے میری خاطر نے حرکت کی ہے وہ امر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ یا وہ ہوائے نفس یا اتباع شیطان میں سے ہے۔ جب تک یہ امر منکشف نہ ہو تب تک اُس فعل کی مبادرت نہ کرے بلکہ ٹھہرا رہے۔ پس جب نور الٰہی سے معلوم ہو جائے کہ یہ امر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو اُسے کرے اور اگر یہ معلوم ہو کر یہ امر غیر اللہ کے لیے ہے تو اُس سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرے پھر اپنے نفس کو ملامت کرے کہ اس کیطرف رغبت، میل اور قصد کیوں کیا اور اُسے اس فعل کے بُرا ہونے کے متعلق بتائے کہ تو اپنی رسوائی میں سعی کرتا ہے۔ اور اپنا دشمن ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی عظمت سے تلافی نہ فرمائے تو تمھیں کہیں ٹھکانہ نہ ملے اور ابتدائے اُمور میں یہ توقف ظاہر ہونے تک واجب و لازم ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔

ارشاد نبوی

مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰت والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

> "بندہ کے لیے ہر حرکت میں گو ذرا سی کیوں نہ ہو تین دفتر
> کھولے جائیں گے پہلے میں یہ ہوگا کہ یہ کام کیوں کیا دوسرے
> میں ہوگا کہ کس طرح کیا تیسرے میں ہوگا کہ کس کے لیے کیا۔"

یعنی سب سے پہلے سوال ہوگا کہ تو نے جو یہ کام کیا تو اس نظر سے کیا کہ اپنے آقا کے لیے

کرنا چاہیئے یا صرف اپنی شہوت کے میل سے اُس کی رغبت کی۔ پس اگر اس سوال سے بچ گیا یعنی اللہ تعالیٰ ہی کیلئے اس کا کام کرنا ضرور تھا تو دوسرا سوال ہوگا کہ یہ کام کس طرح کیا یعنی ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کے لیے شرط اور حکم جس کی مقدار اور وقت اور صفت بغیر علم کے معلوم نہیں ہوتی تو اُس سے کہا جائے گا کہ تو نے یہ کام علمِ یقینی سے کیا یا جہالت اور گمان سے کیا۔ پھر اگر اس سوال سے بھی بچ گیا تو تیسرا سوال ہوگا کہ کس کے لیے عمل کیا یعنی اخلاص کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جو کچھ کیا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو حرزِ جاں بنایا ہے تب تو تیرا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور اگر اپنے دل سے مخلوق کو دکھانے کے لیے کیا ہے تو اُسی سے جا کر اپنا اجر لے اور اگر اس لیے کیا ہے کہ کچھ دنیا اس کی وجہ سے مل جائے تو وہ ہم تمھیں دے ہی چکے ہیں اور سہواً یا غفلت سے کیا ہے تو ثواب بھی جاتا رہا اور عمل بیکار اور تمام جدوجہد برباد ہو گئی اور اگر میرے غیر کے لیے کیا ہے تو میرے غصے اور عذاب کا مستحق ہوا اس لیے کہ تو میرا بندہ تھا اور میرا ہی رزق کھاتا تھا اور میری نعمتوں سے عیش اڑاتا تھا پھر دوسرے کے لیے عمل کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ

”جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تم سے:“

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ
لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ
وَاشْکُرُوْا لَہٗ

”بیشک جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا مالک نہیں تمھاری

روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے ہاں روزی اور اُس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو۔"

تیرے لیے بُرائی ہو کیا تو نے نہیں سنا کہ میں فرماتا ہوں۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

"سنتا ہے اللہ کو ہے بندگی خالص۔"

پس جب بندہ جانتا ہے کہ میرے پیچھے اتنے مطالبات اور جھڑکیاں لگیں گی تو وہ اپنے نفس کا مطالبہ اُس بڑے مطالبے سے پہلے ہی کرنے لگتا ہے اور سوال کے جواب کی تیاری کر رکھتا ہے مگر جواب باصواب ہونا چاہیئے۔ پس اگر کوئی کام شروع ہی سے کرے خواہ دوبارہ کرے دونوں صورتوں میں تامل کے بعد کرے اگر پلک یا اُنگلی ہلائے وہ بھی تامل کے بعد ہو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ آدمی اپنی آنکھوں کے سرمے اور گارا توڑنے اور اپنے بھائی کا کپڑا چھونے پر بھی پوچھا جائے گا۔

حضرت حسن کا فرمان

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"پہلے اکابر کا دستور تھا کہ اگر کچھ صدقہ کیا چاہتے تو تامل و توقف کرتے اگر معلوم ہو جاتا کہ خدا کے لیے ہے تو دیتے۔"

پھر آپ کا ارشاد ہے:۔

"اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحم کرے جو اپنے قصد کے وقت ٹھہر جائے پھر اگر وہ قصد اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو اُسے پورا کرے اور اگر اس کے سوا کسی اور کے لیے ہو تو تاخیر کرے۔"

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکور ہے کہ جب اُن کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ نے وصیّت کی تو فرمایا کہ:۔

> "اپنے قصد کے وقت اللہ تعالیٰ سے خوف کیا کر جب
> کبھی قصد کرے۔"

حضرت محمد بن علی کا فرمان

حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

> "ایمان دار توقف کرنے والا اور تامّل کرنے والا ہوتا ہے
> کہ اپنے قصد کے وقت توقف کیا کرتا ہے ایسا نہیں جیسا
> رات کو لکڑیاں جمع کرنے والا یعنی وہ جلدی میں خاک بلا
> سب اُٹھا لیتا ہے۔ ایمان دار ایسا نہیں ہوتا۔"

اس مراقبے میں یہ اوّل نظر کا حال ہے اور اس سے بچاؤ کی یہ صورت ہے کہ آدمی کو علم متین حاصل ہو اور اعمال کے اسرار اور نفس کے بارے میں غور اور شیطان کے مکر و فریب پر معرفتِ حقیقی موجود ہو۔ پس جب تک کہ اپنے نفس اور رب اور اپنے دشمن شیطان کو نہ جانے گا اور یہ نہ پہچانے گا کہ ہوائے نفس کے موافق کیا چیز ہے اس میں اور اُس چیز میں جسے اللہ تعالیٰ محبوب اور پسند کرتا ہے یعنی اُس کی نیت اور قصد، فکر، حرکت و سکون میں سے کون سی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور کون سی ہوائے نفس کے موافق ہے جب تک اس میں تمیز نہ کرے گا تب تک اس مراقبے میں سلامت نہ رہے گا بلکہ اکثر لوگ ایسے امور میں جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرے ہوں جہالت کے مرتکب ہوتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں اور یہ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ جس چیز کو جاہل سیکھ سکتا ہے اس میں اُس کا عذر جہالت پذیرہ ہوا بلکہ علم کا طلب کرنا سب مسلمانوں پر فرض ہے

اور اسی جہت سے عالم کی دو رکعتیں جاہل کی ہزار رکعات سے افضل ہوتی ہیں کیونکہ وہ نفس کی آفات اور شیطان کے مکروں اور اس کے مغالطہ دینے کے مواقع سے واقف ہوتا ہے اور ان سب کو مٹا دیتا ہے اور جاہل اُس سے واقف ہی نہیں ہے تو اُس سے احتراز کس طرح کرے گا بلکہ وہ ہمیشہ مشقت بھرا کرے گا اور شیطان اُس سے خوش اور شاداں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جہالت اور غفلت سے محفوظ فرمائے تمام بدبختی اور خسارے کی جڑ یہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ہر بندے پر یہی حکم ہے کہ کام کرنے کا ارادہ کرے اور اعضا سے اُس کے لیے کوشش کرے اور اپنے نفس کی نگہبانی کرے اور فعل کے کرنے میں جلدی نہ کرے یہاں تک کہ علم کے نُور سے ثابت ہو جائے کہ یہ فعل صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے پھر اُس کا مباشر ہو اور اگر خواہشات کے لیے ہو تو اُس سے اجتناب کرے اور دل سے اُس کا فکر اور قصد نہ کرے کیونکہ اگر باطل امر میں پہلے ہی خطرے کو دفع نہ کیا گیا تو رغبت کا سبب ہو گا اور رغبت سے قصد پیدا ہو گا اور پھر وہ قصد پختہ ہو جائے گا اور اس کے بعد فعل کا سبب بنے گا اور فعل تباہی و بربادی اور غضب الٰہی کا سبب ہو گا اس لیے چاہیئے کہ پہلے سے ہی شر کے مادّے کی بیخ کنی کی جائے یعنی پہلے خطرہ ہی کو رفع کرنا چاہیئے اس لیے کہ دیگر اشیاء تو اس کے تابع ہیں اور جب یہ بات بندے پر مشتبہ ہو جائے اور اس کا انکشاف نہ ہو تو اس بات کے بارے میں علم کے نور سے فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے کہ خواہشات نفس کے ذریعہ سے شیطان کے جال میں مبتلا نہ ہو جائے اور اگر اپنی فکر اور کوشش سے کچھ حاصل نہ ہو جائے تو علماء دین کے نور سے اقتباس کرے مگر گمراہ کرنے والے اور دنیا کی طرف متوجہ کرنے والے علماء کے پاس نہ جائے بلکہ اُن سے شیطان کی طرح بھاگے۔

وحی الٰہی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ:

> "اے داؤد میرے بارے میں اُس عالم سے سوال نہ کر جو
> دنیا کی محبت میں بدمست ہو وہ تجھے میری محبت سے
> دُور کر دے گا ایسے لوگ میرے بندوں کے لیے راہزن
> ہیں۔"

دنیا کی محبت کی کیفیت

پس جو دل دنیا کی محبت اور طمع کی زیادتی کی وجہ سے چوپٹ اندھیرے میں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نُور سے محجوب ہیں اس لیے کہ دلوں کے نور کا چشمہ حضرت ربوبیت ہے پس جو شخص کہ اس سے پشت پھیرے گا اُس کو نور کس طرح حاصل ہو گا اور جو شخص دشمن الٰہی سے محبت رکھے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ کو بغض و غضب ہے یعنی دنیا کی خواہشات سے محبت کرے گا تو وہ اُس تجلی سے محروم رہے گا۔

ضروری اُمور

پس مرید سب سے پہلے اسی بارے میں مصروف رہے کہ بہتر طریقے سے علم حاصل کرے اور ایسا عالم تلاش کرے جو دنیا سے رو گرداں یا اُس کی طرف بہت کم رغبت رکھنے والا ہو بشرطیکہ بالکل رو گرداں عالم نہ ملے۔

ارشاد نبوی

مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ شبہات کے آنے کے وقت چشمِ بینا کو پسند
کرتا ہے اور ہجوم شہوات کے وقت کامل عقل کو محبوب
جانتا ہے۔"

آپ نے دونوں باتوں کو جمع فرمادیا کہ حقیقت میں یہی ایک دوسرے کے ساتھ لازم ہیں تو جس شخص کی ایسی عقل ہو کہ خواہشات سے نہ روکے تو اُسے شبہات کے پرکھنے والی آنکھ نہ ملے گی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ قَارَفَ ذَنْبًا فَارَقَهٗ عَقْلٌ لَا يَعُوْدُ اِلَيْهِ
اَبَدًا۔

"جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوا اُس سے عقل ایسے جُدا
ہو گی کہ کبھی اُس کے پاس پھر نہ آئے گی۔"

پس آدمی کی عقل کس قدر ضعیف ہے جس کو گناہ کرنے سے کھو دینے کا ارادہ کرے۔ اور اعمال کی آفات کی معرفت اس زمانے میں بالکل جاتی رہی ہے اس لیے کہ سب آدمیوں نے مفید علوم تو چھوڑ دیئے اور جو لوگوں میں خصومات شہوات کی وجہ سے برپا ہوتے ہیں ان کے درمیان پڑنے میں مشغول ہو کر اس کا نام فقہ رکھا اور یہ فقہ جو علم دین تھا اس کو علوم سے خارج کر دیا اور فقہ دنیا ہی کے لیے ہو گئی ہے جس کا مقصد صرف دلوں سے شغلوں کا دفع کرنا تھا کہ فقہ دینی کے لیے فارغ ہو جائیں اور دنیا کی فقہ علم دین میں ہونے کی وجہ بھی یہی تھی کہ یہ فقہ دین کے فقہ کا ذریعہ تھا مگر لوگوں نے اسے اُلٹ کر دیا۔

ارشاد نبوی

مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

> ”تم لوگ ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو
> عمل کی طرف سبقت کرے اور عنقریب تم پر ایک
> وقت ایسا آئے گا کہ اُس میں تم سے بہتر وہ ہوگا جو توقف
> کرے۔“

اور اسی جہت سے چند صحابہ کرام نے اہل عراق اور اہل شام سے لڑنے میں توقف کیا اور ان پر امر مشتبہ ہوگیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر اور اسامہ اور محمد بن مسلمہ وغیرہ رضی اللہ عنہم انھیں لوگوں میں سے تھے جنہوں نے توقف کیا تھا پس جو شخص اشتباہ کے وقت توقف نہ کرے وہ اپنی خواہش کا پیرو اور خود رائے ہوگا۔

ارشاد نبوی

مروی ہے کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَاِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا
وَّ اِعْجَابُ کُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ فَعَلَیْكَ
بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ

> ”پس جب تو بخل دیکھے جس کی پیروی ہوتی ہو اور خواہش
> نفس جس کی اتباع ہوتی ہو اور تعجب کرنا ہر صاحب تجویز کا
> اپنی تجویز کو تو تو خاص اپنے نفس کو لازم پکڑ۔“

اور جو شخص کسی شبہے میں تحقیق کے بغیر خوض کرتا ہے وہ اس آیت کے خلاف کرتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

"اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی تجھے خبر نہ ہو۔"

ارشاد نبوی ہے:۔

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

"اپنے آپ کو گمان سے بچائے رکھو بے شک بات میں سے زیادہ تر جھوٹا ہے۔"

اور اس حدیث میں ظن سے مراد بغیر دلیل کے ہے جیسے بعض عوام اشتباہ کی صورت میں اپنے دل سے فتویٰ لیتے ہیں اور اپنے ظن کے متبع ہو جاتے ہیں اور چونکہ یہ امر نہایت سخت ہے اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

دُعائے صدّیقی

اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنِيْ اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنِي
الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنِيْ اِجْتِنَابَهٗ وَلَا تَجْعَلْ
مُتَشَابِهًا عَلَيَّ فَاَتَّبِعُ الْهَوٰى۔

"الٰہی دکھا مجھ کو حق۔ حق اور روزی کر مجھ کو اُس کی پیروی اور دکھلا باطل کو باطل اور نصیب اُس سے بچنا اور اُس کو مجھ پر مشتبہ مت کر کہ میں نفس کی خواہش کی پیروی کروں۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"اُمور تین طرح کے ہیں:۔

۱۔ وہ جس کا اچھا ہونا ظاہر ہو اُسے کرنا چاہیئے۔

۲۔ وہ کہ بُرائی اُس کی عیاں ہو اُس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

۳۔ وہ کہ مشتبہ ہو تو اُس کو اُس کے واقف کار کے سپرد کرنا چاہیئے۔“

دُعائے نبوی

حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دُعا مانگا کرتے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَقُوْلَ فِی الدِّیْنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ

”الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ دین میں بے جانے ہوئے کہوں۔“

غرض کہ علم اور اَمرِ حق کا ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ کے بڑے انعامات میں سے ہے بندوں پر اور ایمان بھی ایک قسم کے کشف اور علم کا نام ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر منت رکھنے کے طور پر ارشاد فرماتا ہے:۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

”اللہ کا بہت بڑا تجھ پر فضل ہے۔“

فضل سے مراد علم ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں۔“

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى

"ہمارا ذمہ ہے سوجھا دینا۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ

"پھر مقرر ہمارا ذمہ اُس کو ہے کھول بتانا۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ

"اور اللہ پر پہنچتی ہے سیدھی راہ۔"

حضرت علی کا فرمان

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:۔

"ہویٰ نابینائی کی شریک ہے اور حیرت کے وقت توقف کرنا ایک توفیق کی بات ہے اور یقین بہت عمدہ ٹالنے والا غم ہے اور جھوٹ کا مآل پشیمانی ہے، راستی میں سلامتی ہے، بہت سے بیگانے یگانوں سے قریب تر ہیں اور جس کا کوئی حبیب نہ ہو وہ غریب ہے اور صدیق وہ ہے جو اپنی نظر سے غائب کی تصدیق کرے، بدظنی کے سبب کسی حبیب سے پھرنا نہ چاہیے، کرم عمدہ عادت ہے، حیا ہر احسان کا سبب ہے، تمسک کی سب سے مضبوط چیز تقویٰ ہے اور زیادہ مستحکم سبب جس کو تو اختیار کرے وہ ہے جو تجھ میں اور اللہ تعالیٰ میں ہو اور دنیا میں سے تیرا اُسی قدر ہے جس قدر سے

> تو نے اپنا آخرت کا ٹھکانہ درست کر لیا اور رزق دو طرح کے ہیں ایک جس کو تو تلاش کرتا ہے اور دوم جو تجھ کو تلاش کرتا ہے کہ اگر تو اس تک نہ پہنچے تو وہ تیرے پاس آئے گا اور اگر تیرے پاس جو چیز ہے اُس پر مصیبت آئے اور تو اس پر واویلا کرے تو ایسی چیز پر تو واویلا نہ کر جو تجھ پر پہنچی ہی نہیں اور جو چیز نہیں ہوئی اُس پر اُس چیز سے قیاس کر لے جو ہو گئی اس لیے کہ اُمور ایک جیسے ہوتے ہیں اور جو چیز آدمی سے ہرگز فوت نہ ہوتی اُس کے ملنے سے خوش ہُوا کرتا ہے اور جس چیز کو کبھی نہ پا سکتا اُس کے جاتے رہنے سے ناخوش ہوا کرتا ہے پس جو کچھ تجھے دنیا سے ملے نہ اُس پر خوش ہو اور نہ ایسی چیز پر جو جاتی رہے افسوس کر بلکہ اُس بات پر سرور کر جو توشہ آخرت کر لیا ہو اور افسوس ایسی چیز پر کر جو تجھے چھوڑ دی ہو اور آخرت میں مشغول رہا کر اور موت کے بعد کی فکر کیا کر"۔

ان تمام جملوں کے نقل کرنے سے ہماری غرض یہ ایک جملہ ہے یعنی حیرت کے وقت توقف کرنا ایک توفیق کی بات ہے اس صورت میں مراقبہ کرنے والے کی نظر اول قصد اور حرکت پر ہونی چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے یا خواہشات نفس کے لیے ۔

ارشاد نبوی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک صاحب

لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا کہ:

"تین باتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں اس کا ایمان کامل ہے:

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں ملامت گروں کی ملامت سے خوف نہ کرے۔

۲۔ اپنے کسی عمل سے ریا نہ کرے۔

۳۔ جب اُس کو دو اَمر پیش آئیں ایک دنیا کا اور دوسرا آخرت کا تو آخرت کو دنیا پر اختیار کرے۔

اور جب اُس کو اپنا کوئی عمل ایسا معلوم ہو کہ مباح تو ہے مگر اُس میں کچھ فائدہ نہیں تو وہ اُس عمل کو چھوڑ دے۔

ارشادِ نبوی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ

"آدمی کے اسلام کی خوبی ہے دنیا کا ترک کرنا اور بے فائدہ اُمور کا۔

دوسری نظر مراقبے کی عمل کے شروع کے وقت ہوتی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ عمل کی کیفیت کا طالب ہونا کہ اُس میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے اور اس کے پورا کرنے میں نیت کو درست کرے اور اس کی صورت کامل کر کے اکمل ترین وجوہ

پر حتی الامکان بجا لائے اور یہ اپنے سب حالات میں لازم کرے اس لیے کہ جب حالات میں کوئی نہ کوئی حرکت اور سکون سے تو خالی نہ ہوگا۔ پس اگر سب اُمور میں اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نیت، حسن فعل اور رعایت آداب کے ساتھ قادر ہو جائے گا مثلاً اگر بیٹھا ہو تو چاہیئے کہ قبلہ رُخ بیٹھے۔

ارشادِ نبویؐ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتَقْبَلَ بِهِ الْقِبْلَةَ

"بہتر نشست وہ ہے جو قبلہ رُخ ہو۔"

اور چار زانو نہ بیٹھے اس لیے کہ بادشاہوں کے سامنے بیٹھنے کی یہ صورت نہیں تو بادشاہ حقیقی جو اس کے حال کو دیکھتا ہے اس کے سامنے دوزانو کیسے بیٹھے گا۔

حضرت ابراہیم ادہم کا فرمان

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"میں ایک روز چار زانو بیٹھ گیا پس ایک ہاتف کو سنا
کہ کہتا ہے کہ بادشاہوں کے سامنے تو اسی طرح بیٹھا کرتا
ہے اس کے بعد پھر میں کبھی چار زانو نہیں بیٹھا۔"

اگر سوئے تو اپنے داہنے ہاتھ قبلہ رُخ ہو کر سوئے اور تمام آداب کا خیال رکھے یہی باتیں مراقبہ میں داخل ہیں۔ اگر پاخانہ کے وقت بھی آداب کا لحاظ رکھے گا تو یہ بھی مراقبہ کا کمال ہوگا۔

حاصل کلام

حاصل یہ کہ بندہ تین حال سے خالی نہیں یا طاعت میں ہو گا یا معصیت میں ہو گا یا مباح میں ہو گا اور ان تین حالتوں کے لیے تین مراقبے ہیں۔

۱. طاعات میں مراقبہ یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ ادا کرے اور کامل کرنا آداب کا لحاظ رکھنا اور آفات سے بچانا پیش نظر رکھے۔

۲. اگر معصیت ہو تو اس کا مراقبہ توبہ اور ندامت اور باز رہنے اور حیا اور اس کے کفارہ میں مشغول ہونے سے کرے۔

۳. اگر مباح میں ہو تو اُس کا مراقبہ ادب کی رعایت سے ہے پھر منعم کی نعمت کا شکر کرنے سے اور بندہ اپنے تمام احوال میں بلا سے خالی نہیں جس پر صبر کرنا ضروری ہے اور نعمت سے خالی نہیں جس کا شکر کرنا چاہیئے یہ بھی مراقبے کی بات ہے بلکہ بندے پر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرض ہے خواہ وہ فعل ہے جس کا کرنا اس کو لازم ہے یا ممنوع اَمر ہے جس کا ترک کرنا مستحب ہے کہ اس پر اس لیے برانگیختہ کیا جاتا ہے تاکہ مغفرت الٰہی کی طرف سبقت کرے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فضیلت حاصل کرے یا اَمر مباح ہے کہ اس میں اس کے جسم اور دل کی درستی ہے اور طاعت کی بجا آوری میں اُس سے مدد ملتی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے حدود ہیں جن کی رعایت مراقبۂ دوام کے لیے ضروری ہے ورنہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ اپنے لیے ہی بُرا کرے گا اس لیے بندے کو چاہیئے کہ تمام اوقات میں ان تمام اقسام میں اپنے نفس کا جویا رہے جبکہ فرائض سے فارغ ہو جائے اور نوافل پر قادر ہو تو چاہیئے کہ افضل اعمال کی تلاش کرے تاکہ اس میں مشغول ہو اس لیے کہ جو شخص زیادہ نفع

حاصل کرنے پر قادر ہو کر جانے دے تو وہ نقصان اُٹھائے گا اور جس عمل میں جتنی فضیلت ہو گی اتنا ہی اُسے نفع ملے گا اس لیے بندہ کو چاہیئے کہ اس دنیا میں سے آخرت کے لیے کچھ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا

"اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے۔"

یہ سب باتیں ایک گھڑی صبر کرنے سے پوری ہوتی ہیں اس لیے ساعتیں تین ہیں۔

پہلی ساعت

پہلی ساعت وہ جو گزر گئی اس میں تو کچھ بھی محنت نہیں کرنی پڑتی کسی طرح وہ گزری ہو مصیبت میں گزری ہو یا آرام میں گزری ہو۔

دوسری ساعت

دوسری ساعت وہ جو آئندہ آئے گی اس کا حال بندے کو معلوم نہیں ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور کب موت آئے گی اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کیا حکم کرے گا

تیسری ساعت

تیسری ساعت وہ ہے جس میں بندہ موجود ہے تو چاہیئے کہ اُس ایک ساعت میں جسے زمانۂ حال کہتے ہیں اپنے نفس پر مجاہدہ اور اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کرے اس لیے کہ اگر اس کو دوسری ساعت نہ ملی تو اس

ساعت کے جاتے رہنے کا افسوس تو نہ ہو گا اور اگر دوسری ساعت ملی تو اس میں بھی اپنا حق پورا کرے جس طرح کہ پہلی ساعت سے لیا اور اپنی زیست کی توقع پچاس سال نہ ٹھہرائے کہ کہیں گھبرانے لگے کہ اتنے روز کس طرح مراقبہ کروں گا بلکہ خود کو اُسی گھڑے کا مہمان جانے اور یہ تصور کرے کہ یہ آخری سانس ہیں اور عجب کبھی نہیں کہ آخری ہی سانس ہوں اور اُسے معلوم بھی نہ ہو اور جب اُس ساعت کا ہونا ممکن ہے تو چاہیئے کہ اس میں ایسے حال پر رہے کہ اگر بالفرض موت اس حال میں آجائے تو اپنے مرنے کو اس حال میں بُرا نہ جانے یا اس کے سب احوال اس جیسے رہیں۔

احمد ابن حبان و حاکم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

”مومن تین باتوں کا ہی طامع ہوتا ہے یا توشۂ آخرت کا یا اکل حلال کا یا حلال اشیا دیکھنے کا۔“

پھر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

” عاقل کے لیے چار ساعتیں ہونی چاہئیں :۔

۱۔ ایک تو وہ کہ جس میں اپنے پروردگار سے مناجات کرے۔

۲۔ دوسری وہ کہ اُس میں اپنے نفس کا حساب لے۔

۳۔ تیسری وہ کہ اُس میں اللہ تعالیٰ کی صنعت میں فکر کرے۔

۴۔ چوتھی وہ کہ اُس میں کھانے پینے کے لیے فارغ ہو۔ اس

لیے کہ اس ساعت سے اس کو باقی ساعات پر نصرت حاصل
ہوگی۔"

پھر یہ ساعت جس میں آدمی کے اعضاء کھاتے پیتے میں مصروف ہوں یہ بھی کسی ایسے عمل سے جو افضل الاعمال ہو خالی نہیں رہنی چاہیئے اس میں ذکر اور فکر کرنی چاہیئے مثلاً جس کھانے کو وہ کھاتا ہے اس میں اتنے عجائبات ہیں کہ اگر اُن میں فکر کر کے انھیں سمجھے تو بہت سے اعضاء کے اعمال سے فکر افضل ہو اور اس بارے میں لوگ چار اقسام میں منقسم ہیں۔"

پہلی قسم

پہلی قسم کے وہ لوگ ہیں جو کھانے کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ یہ کیسی عجیب وغریب صنعت سے بنایا گیا ہے۔ اس کی زندگی جانوروں سے کیسی متعلق ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لوازم کس طرح مقرر فرمائے ہیں بھوک کو پیدا کیا اور بھوک کے لوازم جو اس سے سخر ہیں انھیں بنایا۔ پس یہ فکر تو اربابِ دانش کو ہوتی ہے۔

دوسری قسم

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو کھانے کو غصّہ اور مکروہ جاننے کی نظر سے دیکھتے ہیں اور صرف اضرار کی وجہ کا لحاظ کرتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ کسی طرح اس سے مستغنی ہو جاتے مگر کیا کریں کہ اشتہا کی وجہ سے مقہور و مجبور ہیں۔ یہ نظر زاہدوں کی ہے۔

تیسری قسم

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو صنعت صانع کو دیکھ کر اس سے صفات صانع

اور خالق پر ترقی کرتے ہیں۔ پس غذاؤں کا دیکھنا ہی اُن پر دروازۂ فکر وا کرتا ہے اور یہ نظر سب میں اعلیٰ ہے۔ یہ مقام عارفین اور محبین کی علامات میں سے ہیں اس لیے کہ جب محب اپنے حبیب کی صنعت، کتابت اور تصنیف کو دیکھتا ہے تو صنعت کو کبھول کر اس کا دل صانع میں مشغول ہو جاتا ہے اور بندہ جس چیز میں فکر کرے اُس میں اللہ تعالیٰ کی صنعت موجود ہے پس اُس سے صانع کی طرف نظر کرنے کی بہت گنجائش ہے بشرطیکہ اُس پر ملک الموت کے دروازے مفتوح ہوں اور یہ بات بہت کمیاب ہے۔

چوتھی قسم

چوتھی قسم وہ لوگ ہیں کہ کھانے کو رغبت اور حرص کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ اُس میں سے کچھ جاتا رہے تو اُس پر افسوس کرتے ہیں اور اگر سامنے آئے تو خوش ہوتے ہیں اور جو چیز اُس میں سے اُن کی مرضی کے موافق نہ ہو اُس کو بُرا کہیں اور اُس کے بنانے والے یعنی پکانے والے کی بڑائی کریں اور یہ نہیں جانتے کہ اس چیز کا فاعل حقیقی اور اس چیز کے پکانے والے کا اور اُس باورچی کی قدرت و علم کا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بُرا کہے وہ اللہ تعالیٰ کو بُرا کہتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

”زمانے کو گالی مت دو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔“

پس یہ دوسری نگاہ درست ہے کہ اعمال پر ہمیشہ مراقبہ رکھے۔ اور اصولوں کو منقطع نہ کرے۔

معرفتِ نفوس

مقامِ سوئم

مقام سوئم میں یہ ہے کہ عمل کے بعد نفس سے حساب لینے کے بارے میں یہ بھی دو بیانات پر مشتمل ہے۔

بیانِ اوّل

محاسبے کی فضیلت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ
مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

"ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور چاہیے دیکھ لے کوئی جو
کل کے لیے بھیجا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں گزشتہ اعمال پر محاسبہ کرنے کا اشارہ ہے اور اسی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:۔

"اپنے نفوس سے حساب لو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے

اور ان کو اس سے پہلے جانچو کہ تمھاری جانچ کی جائے۔"

ارشادِ نبویؐ

مروی ہے کہ:-

" ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ کیا تو وصیّت چاہتا ہے اُس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی اَمر کا قصد کرے تو اُس کے انجام کو سوچ لے اگر وہ اچھا ہو تو اُسے کر لے اگر وہ بُرا ہو تو اُسے چھوڑ دے۔"

چہار ساعات کی تخصیص

مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ:-

" عاقل کے لیے چہار ساعات ہونی چاہییں:-

۱۔ ایک ساعت نفس کے حساب کے لیے ہونی چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

" اور اللہ کے آگے سب مل کر توبہ کرو اے ایمان والو شاید بھلا پاؤ۔"

اور توبہ اسی کا نام ہے کہ عمل سے فارغ ہونے کے بعد اُس پر نظرِ ندامت رکھے

ارشادِ نبویؐ

مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا،

إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ
مِائَةَ مَرَّةٍ

"میں اللہ تعالیٰ کی طرف دن میں سو دفعہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔"

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ ربّ العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا،

إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ
الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۔

"جو لوگ ڈر رکھتے ہیں جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گزر پھر چونک گئے تبھی ان کو سوجھ آگئی۔"

اور جب رات ہوتی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی ٹانگوں پر درہ لگاتے اور اپنے نفس سے فرماتے کہ تو نے آج کیا کیا۔

حضرت میمون بن مہران کا فرمان

مروی ہے کہ حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ،

"بندہ متقین میں سے نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے نفس سے

اس طرح حساب نہ کرے کہ جس طرح شریک سے کیا کرتا ہے۔
اور دو شریک آپس میں عمل کے بعد حساب کیا کرتے ہیں۔"

حضرت ابو بکر صدیق کا فرمان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اُن سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت ارشاد فرمایا کہ:

"لوگوں میں سے مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی محبوب تر نہیں۔"

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے پوچھا کہ میں نے کیا کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا فرمان دہرایا۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ:

"میرے نزدیک عمر سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔"

تو دیکھو کلام سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے کیسے تامل کیا اور اس کی جگہ دوسرا جملہ بدل دیا۔

حضرت ابو طلحہ کا عمل

مروی ہے کہ:

"ایک دفعہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو نماز میں پرندے کا خیال آیا تو سوچ کر اپنا باغ صدقہ کر دیا یعنی اس فعل کی اتنی ندامت ہوئی کہ باغ دے دیا اس توقع پر کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اور دے دے گا۔"

حضرت ابن سلام کا عمل

مروی ہے کہ :۔

"حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ لکڑیوں کا بوجھ اُٹھایا اُن سے کسی نے عرض کیا کہ آپ کے ہاں غلام تو تھے جو یہ بوجھ اُٹھاتے آپ نے فرمایا میں اپنے نفس کا امتحان چاہتا ہوں کہ اس کام کو بُرا تو نہیں جانتا۔"

حضرت حسن کا فرمان

مروی ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ :۔

"مومن اپنے نفس پر ناظم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اُس سے حساب لیتا ہے اور اُن لوگوں پر حساب ہلکا ہو گا جنہوں نے دنیا میں اپنے نفوس کا حساب لیا اور قیامت کے روز ان لوگوں کا حساب سخت ہو گا جنہوں نے اس کام کو محاسبہ کے بغیر کیا۔"

پھر آپ نے محاسبہ کی تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا :۔

"مومن پر اچانک کوئی بات آتی ہے کہ اُسے اچھی معلوم ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ تُو تو مجھے اچھی لگتی ہے اور میرے کام کی ہے مگر کیا کیجئے کہ تجھ میں اور مجھ میں آڑ کر دی گئی ہے اور یہ حساب عمل سے پہلے ہوتا ہے۔"

پھر آپ نے فرمایا کہ :۔

"بعض اوقات مومن آدمی سے کوئی تقصیر ہو جاتی ہے تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا ارادہ اس سے کیا ہے بخدا اس کے لیے میرا عذر نہ مانا جائے گا اور میں کبھی بھی اس کی طرف خیال نہ کروں گا۔"

حضرت عمر کا فرمان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

"ایک دن میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر کو نکلے۔ آپ ایک باغ میں چلے گئے۔ میرے اور آپ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی میں نے سنا کہ آپ باغ میں یوں فرماتے تھے کہ کیا خوب عمر بن خطاب امیر المومنین ہے بخدا کہ تو خدا سے خوف کرتا رہ ورنہ بیشک وہ تجھے عذاب دے گا۔"

آیت کریمہ کی تفسیر

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ذیل میں ارشاد فرمایا:۔

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ للَّوَّامَةِ

"اور قسم کھاتا ہوں جی کی جو اولاہنا دیتا ہے۔"

کہ مومن ہمیشہ اپنے نفس پر عتاب کرتا رہتا ہے کہ میرا ارادہ اس کلمہ سے کیا تھا اور مقصود اس کھانے سے کیا اور اس پینے سے کیا مطلب تھا اور بدکار عمر بسر کرتا ہے کبھی اپنے نفس کو عتاب نہیں کرتا۔"

حضرت مالک بن دینار کا فرمان

مروی ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحم کرے جو اپنے نفس سے یوں کہے کہ فلاں قصور والا نہیں تو فلاں خطا والا نہیں پھر اُس کو مہار دے اور کتاب اللہ کا متبع کر دے کہ وہی اس کو لیے پھرے۔

اور یہ قول داخل معاتبہ نفس میں ہے۔

میمون بن مہران کا فرمان

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"صاف آدمی اپنے نفس کا حساب ظالم بادشاہ اور بخیل شریک سے بھی کروا لیتا ہے۔"

حضرت ابراہیم تیمی کا فرمان

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ:

"میں نے اپنے نفس کو جنت میں ایک صورت بنا کر اُس کے پھل کھانے شروع کیے اور نہروں سے پانی پیا اور وہاں کی کنواریوں کو گلے لگایا پھر ایک صورت اُس کی بنائی اور دوزخ میں گیا وہاں کی غذا کھائی اور پیپ کا پانی پیا اور طوق اور زنجیریں پہنیں پھر میں نے اپنے نفس سے

پوچھا کہ تو اَب کیا چاہتا ہے نفس نے کہا اَب میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا میں واپس کیا جاؤں تاکہ نیک عمل کروں۔ میں نے کہا کہ تیری آرزو موجود ہے یعنی ابھی دنیا ہی میں ہے تو نیک عمل کیا کر۔“

حجاج کا خطبہ

مروی ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ :۔

”میں نے حجاج بن یوسف کا خطبہ سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے پر رحم کرے جو اپنے نفس کا حساب لے اس سے پہلے کہ حساب دوسروں کے پاس چلا جائے اور اُس بندہ پر رحم کرے جو اپنے عمل کی باگ تھامے اور تامل کرے کہ اس سے میری کیا مراد ہے اور اُس پر رحم کرے جو اپنے پیمانہ پر نظر کرے اور اس پر جو اپنی میزان پر نظر کرے۔“

پس حجاج نے اسی طرح اتنے لوگوں کا نام لیا کہ مجھے رلا دیا۔

ایک مرید کا بیان

حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ :۔

”میں اپنے پیر کے ساتھ رہا کرتا تھا آپ کا دستور تھا کہ رات کو نماز کی جگہ اکثر دُعا مانگتے اور چراغ کے پاس جا کر اس کے شعلہ میں اپنی انگلی رکھتے جب اُنگلی کو آگ کی حرارت معلوم ہوتی تو اپنے نفس سے کہتے کہ اے احنف فلاں روز تجھے کیا ہوا تھا کہ وہ کام کیا اور فلاں روز تو نے فلاں کام کس وجہ سے کیا۔“

حقیقتِ محاسبہ

دوسرا بیان

جاننا چاہیئے کہ جس طرح یہ ضروری ہے کہ بندے کے لیے دن کے پہلے پہر ایک ایسا وقت ہو جس میں وہ اپنے نفس سے شرائط کر لیا کرے اور اُسے حق کی وصیّت کر دیا کرے اسی طرح یہ بھی چاہیئے کہ دن کے پچھلے پہر ایک ایسی ساعت ہو کہ اُس وقت نفس سے بازپرس اور محاسبہ اس کی حرکات و سکنات کا تمام کا تمام کیا کرے جیسے دنیا میں سوداگر اپنے شرکاء سے سال کا تمام حساب خواہ ماہ یا دن کے تمام ہونے پر کیا کرتے ہیں اس حرص پر کہ کہیں دنیا کی متاع تلف نہ ہو جائے حالانکہ اگر وہ جاتی ہی رہے تو اُن کے حق میں اُس کا جانا بہتر ہے اور اگر بالفرض ملی تو صرف چند دن تک رہے گی۔ پس جب فانی چیز کے لیے اتنا بکھیڑا کرتے ہیں تو عاقل آدمی ایسی چیزوں کا اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کس طرح کرے گا جن پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بدبختی اور سعادت کا اندیشہ ہے اس میں اگر کوئی سستی کرے تو اس کا سبب صرف غفلت اور قلّت توفیق ہے اور شریک، سے حساب کتاب سے یہ غرض ہوتی ہے کہ راس المال کو دیکھا جائے پھر نفع اور نقصان کو دیکھا جائے تاکہ کمی اور بیشی کا حال معلوم ہو جائے پس اگر کچھ فائدہ ہو تو اُس سے حاصل کر کے اُس کی کارکردگی کا شکریہ ادا کرے اور اگر ٹوٹا ہو تو اس سے بھر لے اور آئندہ کو اُس کی تلافی

اسی طرح دنیا میں بندہ کا راس المال دین میں فرائض ہیں اور اُس کا فائدہ نوافل و مستحبات ہیں اور ٹوٹا معاصی ہیں اور اس تجارت کا وقت دن بھر ہے اور اس تجارت میں کام کرنیوالا نفس امارہ ہے تو سب سے پہلے اُس سے فرائض کا حساب لینا چاہیئے کہ جسطرح چاہیئے تھا اُس طرح اُسے ادا کیا ہے یا نہیں۔ پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور نفس کو رغبت دلانی چاہیئے کہ اس طرح ہی کیا کرے اور اگر اصل سے ہی ادا نہ کیا ہو تو اس کی قضاء کا اُن سے مطالبہ کرے اور اگر ناقص طریقہ سے ادا کیا ہو تو ان کے نقصان کا جبر نوافل سے کرانا چاہیئے اور گناہوں میں مرتکب ہُوا ہو تو اُس کی سزا، عذاب و عتاب میں مشغول ہو تا کہ جو جو قصور اُس نے کیا ہو اُس کا اچھی طرح تدارک کرے جس طرح سوداگر اپنے شریک سے کیا کرتا ہے اور جس طرح دنیا کے حساب میں پیسہ پیسہ کی تلاش اور جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور زیادتی، نقصان کی مدات کا تعین کر کے یاد دہانی کی جاتی ہے تا کہ کام کرنے والا کسی چیز میں غبن نہ کر سکے اسی طرح چاہیئے کہ نفس کے غبن اور مکر سے بھی احتراز کیا جائے کیونکہ یہ بہت بڑا مکّار اور دھوکہ باز ہے پس سب سے پہلے تمام دن کی گفتگو کا صحیح صحیح جواب طلب کرے اور اپنے آپ وہ حساب اُس سے لے جو قیامت کے میدان میں کوئی اُس سے لے گا۔ اسی طرح نظر اور خواطر، تفکرات نشست و برخاست، کھانے پینے اور سونے کا حساب لے یہاں تک کہ سکوت کا جواب طلب کرے کہ چپ کیوں ہُوا اور سکون کے بارے میں دریافت کیا جائے کہ ساکن کیوں ہوا پس جب کہ سب باتیں جو نفس پر واجب تھیں معلوم کر لیں اور یہ بھی جان لیا کہ ان واجبات میں سے نفس نے اس قدر ادا کیا اور جس قدر باقی رہے اُن کو اپنے دل کے صفحات پر تحریر کر لے جس طرح کہ کام کرنے والے کے جو کچھ ذمہ نکلتا ہے وہ اُس کے حساب میں تحریر کر دیا جاتا ہے اور اُس کا دل پر بھی نقش ہوتا ہے پھر جب نفس قرض دار ٹھہرا تو اُس سے قرضوں کی وصولی ممکن ہے بعض تاوان

سے اور کچھ وہی چیز لوٹانے سے اور کچھ اُسے سزا دینے سے وصول ہو سکتے ہیں، گر وصولی کے لیے حساب کا صحیح ہونا اور جس قدر اُس کے ذمّے واجب الادا نکلے اُس کا جُدا ہونا ضروری ہے جب حساب مکمل ہو جائے اور باقی ٹھیک ٹھیک نکل آئے تب اُس سے مطالبہ اور تقاضا کرنا چاہیئے۔ پھر ضروری ہے کہ اُس سے عمر بھر، دن بدن، ساعت بساعت کا سب اعضائے ظاہری اور باطنی میں محاسبہ کیا جائے۔

توبہ بن صمہ کا محاسبہ کرنا

مروی ہے کہ:۔

> ”توبہ بن صمہ موضع رقہ میں تھے اور اپنے نفس کا حساب کیا کرتے تھے ایک دن اُنھوں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس کی نکلی اُس کے دنوں کا تعین کیا تو اکیس ہزار پانچ سو ہوئے۔ بیک وقت چیخ مار کر کہا ہائے افسوس بادشاہِ حقیقی سے اکیس ہزار پانچ سو گناہ سے ملوں گا اور جب ہر روز دس ہزار گناہ ہوں گے تو کیا کروں گا پھر بیہوش ہو کر گر پڑے ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے لقمۂ اجل ہو گئے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا کہ لے اَب فردوس بریں کو چلا جا۔“

پس اسی طرح نفس سے اپنی سانسوں کا حساب کرے اور جو نافرمانی قلب اور اعضاً سے سرزد ہوئی ہو تو اُس کا حساب کرے اور اگر بندہ ہر گناہ پر اپنے گھر میں ایک کنکر ڈال دیا کرے تو اُس کا گھر چند دنوں تک بھر جاتا ہے اتنی خطائیں کر لے کے باوجود بھی گناہوں میں تساہل کرتا ہے حالانکہ دو فرشتے اُس کے گناہ تحریر کرتے ہیں۔

عقوبتِ معصیّت

مقامِ چہارم

جب آدمی اپنے نفس کا حساب لے اور ارتکاب گناہ اور قصور سے سالم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اُس کی سُستی ثابت ہو تو چاہیئے کہ اُسے اس کی مہلت نہ دی جائے اس لیے کہ اگر مہلت دے گا تو گناہوں کا کرنا اُس پر آسان ہو جائے گا اور معاصی سے اُسے اس قدر اُنس ہو جائے گا کہ پھر باز آنا مشکل ہو جائے گا اور پھر یہی اُس کی تباہی کا سبب بن جائے گا بلکہ یوں چاہیئے کہ ایسی صورت میں اُسے سزا دے مثلاً اگر اقتضائے شہوت سے شبہ کی بنا پر کوئی لقمہ کھالے تو شکم کو بھوک کی سزا دے اور اگر غیر محرم کو دیکھا ہو تو آنکھ کی سزا یہ دے کہ کچھ نہ دیکھنے دے اسی طرح ہر ہر عضو کی یہی سزا دے کہ جس چیز کی طرف اُس کی رغبت ہو اُس سے اُس کو روک دے سالکین طریق آخرت کا یہی دستور تھا۔

ہاتھ کا جل کر کباب ہو جانا

مروی ہے کہ:۔

"حضرت منصور بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جو نہایت عابدین میں سے تھے کہ اُنھوں نے ایک عورت سے گفتگو کی۔ رفتہ رفتہ اپنا ہاتھ اُس کی ران پر رکھ دیا پھر نادم ہو کر وہی ہاتھ آگ پر رکھ دیا دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھ جل کر کباب ہو گیا۔"

پاؤں کا کٹ کر گر پڑنا

مروی ہے کہ:۔

"بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا اسی طرح مدت تک رہا ایک دن اُس نے باہر کی طرف جھانکا۔ ایک عورت کو دیکھ کر اُس پر عاشق ہو گیا اور دل میں بُرائی کا ارادہ کیا اور اپنا پاؤں عبادت خانہ سے باہر نکالا تاکہ اُتر کر عورت کے پاس جائے رحمت ازلی جو اُس پر معین ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں کیا حرکت کر رہا ہوں غرض کہ اُس کا نفس ساکن ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اُسے بچا لیا۔ پھر اپنے کیے پر نادم ہوا پھر جب ارادہ کیا کہ پاؤں عبادت خانے کی طرف کرلے تو کہنا لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو پاؤں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے باہر نکلا تھا وہ میرے ساتھ

عبادت خانے میں آئے بخدا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا یہ کہہ کر اُس پاؤں کو باہر ہی لٹکے رہنے دیا۔ مینہ، برف، ہوا اور دھوپ کی حرارت سے وہ پاؤں کٹ کر گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی توبہ کو قبول فرما لیا۔"

ابنِ کرسی کا کمال

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے ابن کرسی سے سُنا ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک رات مجھ کو غسل کی حاجت ہوئی، سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہانے سے سستی کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ اس قدر ٹھہر جاؤں کہ صبح ہو جائے اور پانی گرم کر لوں یا حمام میں نہا لوں نفس کو محنت سے بچا لوں۔ میں نے کہا کیا خوب میں نے تمام عمر اللہ تعالیٰ کا کام کیا تو اُس کا حق میرے اُوپر واجب ہے وہ مجھ کو جلدی کرنے میں نہیں ملے گا توقف اور تاخیر میں مل جائے گا مجھے بھی قسم ہے کہ میں اسی گدڑی سمیت نہاؤں گا اور اسے بدن سے نہیں اُتاروں گا نہ ہی اسے نچوڑ کر دھوپ میں خشک کروں گا۔"

آنکھ پر طمانچہ مارنا

مروی ہے کہ:۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایک شخص غروان نامی باہم کسی جہاد میں تھے ناگاہ ایک عورت ظاہر ہوئی۔ غروان نے اُس کی طرف دیکھا پھر اپنا ہاتھ اُٹھا کر اپنی آنکھ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ ورم ہو گیا اور کہا کہ تو ایسی چیز کو دیکھتی ہے جو تجھے نقصان دے۔"

نفس پر عقوبت

مروی ہے کہ:۔

"ایک دفعہ کسی شخص نے ایک عورت کی طرف ایک نظر ڈالی اُس کے کفارے میں اپنے نفس پر التزام کر لیا کہ تمام عمر ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا۔ پھر ہمیشہ گرم پانی پیا کرتے تا کہ نفس پر عیش تلخ رہے۔"

سوال پر عقوبت

مروی ہے کہ:۔

"حضرت حسان بن سنان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دریچے کے قریب سے گزرے اور کہا کہ یہ کب بنے گا پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بے فائدہ سوال کیوں کرتا ہے تیری یہ سزا ہے کہ ایک سال روزہ رکھوں گا۔ پھر ایک سال کے روزے رکھے۔"

عہد کی پختگی

حضرت مالک بن ضیغم سے مروی ہے کہ:۔

" ایک بزرگ حضرت رُباح کیسی رحمۃ اللہ علیہ نامی میرے والد کی ملنے کے لیے عصر کے بعد آئے۔ ہم نے کہا وہ سوئے ہوئے ہیں اُنھوں نے کہا اس وقت سوتے ہیں یہ وقت سونے کا ہے پھر چلے گئے ہم نے اُن کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ کہیں تو انھیں جگا دیتے ہیں۔ وہ آدمی آیا اور کہا کہ وہ اور ہی دھن میں تھے میری بات سمجھنے کی انھیں فرصت ہی نہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ قبرستان میں گئے اور اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا کہ تو نے یہ کہا کہ یہ سونے کا وقت ہے کیا تیرے لیے یہ کہنا واجب تھا جب آدمی چاہے سوئے تو کون ہے اور تو کیا جانے کہ یہ سونے کا وقت نہیں۔ تو نے ایسی بات کیوں کہی جو تو جانتا نہیں تھا اب خبردار رہیئے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پکا عہد کرتا ہوں اس کو کبھی نہیں توڑوں گا کہ تجھ کو سونے کے لیے ایک سال تک زمین پر کمر نہ لگاؤں گا بشرطیکہ کوئی مرض لاحق نہ ہو جائے اور عقل فتور میں مبتلا نہ ہو جائے۔ ارے بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کب تک دوسروں کو جھڑک دے گا اور اپنی گمراہی سے باز نہیں آئے گا۔ یہ کہتے جاتے اور روتے جاتے تھے اور انہیں خبر نہ تھی کہ میں بھی وہاں ہوں۔ جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو انھیں اسی کیفیت سے چھوڑ کر واپس آ گیا۔

ایک سال کے لیے شب بیداری کرنا

مروی ہے کہ :

"حضرت تمیم داری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک رات سو گئے اور تہجد فوت ہو گئی۔ آپ نے اس خطا کے بدلہ میں نفس کو یہ سزا دی کہ ایک سال مسلسل شب بیداری کی اور خواب کو ناجائز کر لیا۔"

زیارت نبوی کا حصول

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

"ایک دن ایک شخص چلا اور اپنے کپڑے اُتار کر سخت دھوپ میں کنکروں پر خوب لوٹا اور اپنے نفس سے کہتا تھا لے رات کے مردار اور دن کے بیکار لے مزہ چکھ۔ جہنم کی آگ کی حرارت اس سے بھی زیادہ سخت ہے اسی اثنا میں اُس کی نظر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر پڑی جو ایک درخت کے سائے تلے تشریف رکھتے تھے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا نفس مجھ پر غالب ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو علاج تو نے کیا اس کے سوا کیا اور کوئی تدبیر نہ تھی آگاہ ہو کہ تیرے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور اللہ تعالیٰ نے تیرے سبب فرشتوں پر فخر کیا پھر آپ نے

صحابہ کرام سے فرمایا کر اپنے بھائی سے کچھ توشہ لے لو۔"

پس لوگوں نے ہر طرف سے اُس کو کہنا شروع کیا کہ ہمارے لیے بھی دعا کرنا حضور ر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سب کے لیے دُعا کر تو اُس شخص نے بارگاہِ الٰہی
میں دُعا کی:۔

" اے اللہ العالمین تقویٰ کو ان کا توشہ بنا اور انھیں ہدایت
پر جمع فرما۔"

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"اے اللہ العالمین تو اسے صراط مستقیم پر گامزن فرما۔

پھر اُس شخص نے کہا:۔

" اے اللہ العالمین ان کا ٹھکانہ جنت بنا۔"

نفس سے دشمنی

حضرت حذیفہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

"کسی شخص سے کسی شخص نے پوچھا کہ تم شہواتِ نفس میں خود سے
کیا معاملہ کرتے ہو اُس نے کہا کہ روئے زمین پر کوئی ایسا نفس
نہیں جس کے ساتھ مجھے اتنا بغض ہو جتنا اس نفس سے ہے
پھر بھلا میں اُس کو اُس کی خواہش دینے لگا تھا۔"

حضرت ابن سماک کا بیان

مروی ہے کہ:۔

"حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

کے پاس اُس وقت گئے جب کہ آپ کی رُوح پرواز کر چکی تھی اور آپ گھر کے اندر زمین پر پڑے ہوئے تھے اُنھوں نے انھیں دیکھ کر فرمایا کہ اے داؤد تو نے اپنے نفس کو محبوس رکھا اس سے پہلے کہ محبوس کیا جائے اور اُسے عذاب دیئے جانے سے پہلے ہی عذاب دے دیا۔ پس یہ کام جس کے لیے تو کیا کرتا تھا آج دیکھے گا کہ وہ تجھے کیا کچھ ثواب عطا کرے گا۔“

فرشتہ کا نزول

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ:

”ایک شخص نے مدّت تک عبادت کی تھی پھر اُسے اللہ تعالیٰ سے کچھ حاجت ہوئی اُس کے لیے ستر ہفتے تک اس طرح ریاضت کی کہ ایک ہفتے میں گیارہ خرمے کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی درخواست کی جو بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہوئی پھر اُنھوں نے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تو نے جیسا کیا ویسا پایا اگر تجھ میں کچھ خیر ہوتی تو حاجت پوری کی جاتی اُسی وقت اُس کے پاس ایک فرشتہ نازل ہُوا اور کہا اے ابن آدم تیری یہ ایک ساعت تیری پہلی تمام زمانۂ ماضی کی عبادت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تیری حاجت پوری کی۔“

نفس کی تخصیص اَمری

حضرت عبداللہ بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :

"ہم جہاد میں تھے جب دشمن قریب آ گیا تو لوگوں میں پکار پڑی سب لڑائی کے لیے تیار ہو گئے اُس دن ہوا بہت تیز تھی میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے سامنے آ کھڑا ہُوا اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا اے نفس میں فلاں جہاد میں شریک ہُوا تو تُو نے کہا کہ اپنے زن و فرزند کی طرف چل۔ میں نے تیرا کہنا مان لیا اور لوٹ گیا پھر فلاں فلاں جہاد میں شریک ہُوا اور تو نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا اور میں نے تیری بات مانی مگر آج بخدا تجھ کو اللہ تعالیٰ کے روبرو کیے دیتا ہوں خواہ تجھے پکڑے یا چھوڑ دے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ میں نے بھی آج اس شخص کو دیکھنا ہے اور اُسے دیکھتا رہا۔ لوگوں نے دشمن پر حملہ کیا تو وہ شخص سب سے پہلے حملہ کرنے والوں میں تھا۔ پھر جب دشمن نے چڑھائی کی تو اُدھر سب کے قدم اُٹھ گئے مگر وہ شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا یہاں تک کہ کئی بار ایسا ہُوا کہ لوگ ہٹ گئے اور وہ کھڑا ہوا لڑتا رہا اس طرح اس قدر لڑا کہ آخر کو شہید ہوا اور میں نے اس پر اور اُس کے گھوڑے پر نیزے کے ستّر زخم گنتی میں کیے۔"

حاصل کلام

ہم پہلے حدیث ابوطلحہ تحریر کر آئے کہ باغ میں کسی جانور کی آواز سے جو نماز میں خیال آیا تو اُس باغ کو کفارے میں صدقہ کر دیا اور یہ بھی پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اپنے پاؤں میں درہ مارا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آج کیا کیا۔

سر آسمان کی طرف نہ اُٹھانا

مجمع سے مروی ہے کہ:۔

> " حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار اپنا سر چھت کی طرف اُٹھایا اور ایک عورت کی طرف نگاہ جا پڑی تو آپ نے اپنے نفس پر لازم کر لیا کہ جب تک دنیا میں رہوں گا اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اُٹھاؤں گا۔"

احنف بن قیس کا عمل

مروی ہے کہ:۔

> " حضرت احنف بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام رات چراغ جلاتے اور آپ کا دستور تھا کہ اپنی اُنگلی جلتی بتی پر رکھ دیتے اور کہتے اے نفس تجھے کیا ہوا تھا کہ فلاں دن تو نے قصور کیا تھا۔"

حضرت وہیب کا عمل

مروی ہے کہ:۔

"حضرت وہیب بن الورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی بات اپنے نفس کے بارے میں بُری معلوم ہوتی تو آپ اپنی چھاتی کے چند بال اکھیڑ دیتے وہ اس لیے کہ اُس سے جسم کو تکلیف زیادہ ہوتی تھی پھر اپنے نفس سے کہتے کہ میں تیری ہی بھلائی چاہتا ہوں۔"

حضرت داؤد طائی کا عمل

محمد بن بشیر سے مروی ہے کہ:۔

"میں نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ روزہ افطار کرنے کے بعد پھیکی روٹی کھاتے تھے اُن کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نمک سے روٹی کھا لیا کریں تو آپ نے فرمایا کہ میرا نفس ایک سال سے نمک کا طالب ہے مگر داؤد جب تک دنیا میں ہے نمک نہیں کھائے گا۔"

غرض کہ اہل تقویٰ اپنے نفوس کو اس طرح سزا دیا کرتے تھے اور عجب بات ہے کہ آدمی اپنے غلام، لونڈی، زن و فرزند کو عادت بد کے ارتکاب پر یا کسی کام کے قصور کرنے پر سزا دیتا ہے اور ڈرتا ہے کہ اگر درگزر کر جاؤں کہ کہیں یہ لوگ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائیں اور سر نہ چڑھ جائیں پھر اپنے نفس کو کیسے جانے دیتا ہے وہ تو سب سے بڑا دشمن اور سب سے بڑا سرکش ہے زن و فرزند کی سرکشی کو اُس کی سرکشی سے کیا نسبت اُن کا مآل تو یہی ہے کہ صرف دنیا کی معیشت پریشان کر دیں گے لیکن اگر عقل ہو تو جانے کہ دنیا کی عیش ہیچ ہے حقیقی عیش آخرت کی ہے کہ اس میں وہ ہمیشہ کی راحت ہے کہ جس

کی کوئی انتہا ہی نہیں اور نفس اُس ہمیشہ کی عیش کو مکدر سمجھتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کو سب سے پہلے سزا دینی چاہیئے ۔ یہ نہ ہو کہ نفس کی پیروی کرتے کرتے تمام عمر بیت جائے اور موت کا فرشتہ سر پر آ کھڑا ہو تو پھر اُس وقت کچھ بھی شنوائی نہ ہو گی یہاں تک کہ لقمۂ اجل ہو جائے گا۔ یہی دنیا اعمال کی دنیا ہے دنیائے آخرت تو اس دنیا کا ثمر ہے جو اس دنیا میں بویا جائیگا وہی دنیائے آخرت میں پائے گا۔

مجاہدہ

مقامِ پنجم

جاننا چاہیئے کہ یہ مقام مجاہدہ کا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب نفس سے حساب لیا جائے اور اُسے کسی گناہ کا مرتکب پائے تو چاہیئے کہ اُس کی سزا اُن عقوبات سے کرے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اُس کو دیکھے کہ کسل کے سبب کسی مستحب میں یا وظیفہ میں سستی کرتا ہے تو چاہیئے کہ اُس کی تادیب اس طرح کرے کہ اُسے وظائف میں لگائے اور مافات کے تدارک کے لیے چند قسم کے وظائف اس پر لازم کرے یہی دستور سلف صالحین کا تھا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کرتے تھے۔

حضرت فاروق اعظم کا عمل

مروی ہے کہ:۔

> ”ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عصر کی نماز کی جماعت نہ ملی تو نفس پر یہ سزا کی کہ ایک زمین جس کی قیمت، دو لاکھ درہم

تھی صدقہ کر دی۔"

حضرت ابن عمر کا عمل

مروی ہے کہ:

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کبھی آپ سے
نماز کی جماعت فوت ہو جاتی تو اُس رات کو جاگتے رہتے
ایک بار مغرب کی نماز میں اس قدر دیر ہو گئی کہ دو ستارے
نکل آئے تو آپ نے دو غلام آزاد کر دیئے۔"

ابن ابی ربیعہ کا عمل

مروی ہے کہ:

"ایک دفعہ حضرت ابن ابی ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فجر کی
سنت قضا ہو گئیں تو آپ نے ایک غلام آزاد کر دیا۔"

اکابرین کا عمل

مروی ہے کہ:

"بعض اکابر اپنے نفس پر تمام سال کے روزے یا پیادہ
حج کرنا یا تمام مال صدقہ کر دینا مقرر کر لیتے تھے۔"

یہ تمام اُمور صرف نفس کی نگہداشت کے لیے کرتے تھے اور وہ بات اختیار کرتے کہ جس میں اُس کی نجات ہو جائے۔ پس اگر یہ کہو کہ اگر ہمارا نفس مجاہدہ و وظائف دائمی پر ہماری اطاعت نہ کرے تو پھر اُس کا کیا علاج ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اُس کا

علاج یوں کرے کہ مجتہدین کی فضیلت جو اخبار میں وارد ہے وہ اُس کو سنا دے اور سب سے زیادہ نافع علاج یہ ہے کہ کسی ایسے بندے کی صحبت کا جویا ہو جو عبادت میں خوب جد وجہد کرتا ہو تاکہ اُس کا حال دیکھنے سے اُس کی اقتدار کرے۔

اکابرین کے عمل کی پیروی کرنا

بعض اکابر کہا کرتے تھے کہ:۔

> "جب کبھی ہمیں عبادت میں کچھ سُستی پیش آتی تو میں حضرت
> محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا احوال اور ان کا مجاہدہ دیکھتا
> ایک ہفتہ تک ایسا ہی کرتا تو مجھ سے سُستی دور ہو جاتی"۔

مگر یہ علاج مشکل ہے اس لیے کہ اس زمانے میں ایسا شخص جو عبادت میں کوشش کرے مفقود ہے پہلے لوگوں جیسا اجتہاد اَب کہاں ہے تو اس سے یہی بہتر ہے کہ مشاہدے سے عدول کر کے سُننے کی طرف رجوع کرے کہ اُن کے احوال سُننے سے زیادہ کوئی بات مفید نہیں ہے اور اُن کے اخبار کا مطالعہ کرے کہ وہ کس قدر کوشش کرتے تھے اُن کی مشقّت تو ہو چکی مگر ثواب اور راحت ہمیشہ ہمیشہ تک باقی رہے گی کہ کبھی منقطع نہ ہو گی اُن کی کتنی بڑی سلطنت ہے اور اُس پر بڑا افسوس ہے جو ان کی اقتدا نہ کرے اور چند روز ان شہوات سے متمتع ہو جو عیش کو مکدر کرتی ہیں پھر اُس پر موت آجائے اس میں اور اُس کی خواہشات میں جدائی ڈال دے معاذ اللہ منہا۔

اب ہم مجتہدین کے اُن اوصاف کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن سے مرید کی رغبت اُبھر جائے کہ ان کی پیروی کر کے اعمال میں خوب جد وجہد کرے۔

ارشاد نبوی ۔

مروی ہے کہ حضور پُر نُور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

رَحِمَ اللّٰہُ اَقْوَامًا یَحْسَبُھُمُ النَّاسُ مَرْضٰی
وَمَاھُمْ بِمَرْضٰی

" اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر رحم کرے جن کو لوگ بیمار جانتے ہیں اور وہ بیمار نہیں ہیں "

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مریضوں میں اس حدیث شریف سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو عبادت نے مریض کر رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا :۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا قُلُوْبُھُمْ وَجِلَةٌ

" اور جو لوگ دیتے ہیں جو دیتے ہیں اور اُن کے دلوں میں ڈر ہے "

حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نیک اعمال جس قدر اُن سے ہو سکتے ہیں کرتے ہیں اور پھر ڈرتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمیں عذاب الٰہی سے نجات نہ ملے گی۔

ارشاد نبوی

مروی ہے کہ حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ

" وہ شخص خوش حال ہے جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں "

ملائکہ کا فرمان

مروی ہے کہ:۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ جو میرے بندے اجتہاد اور سعی کرتے ہیں انھیں کیا ہو گیا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے الہٰ العالمین تو نے انھیں ایک چیز سے ڈرا دیا ہے وہ اُس سے ڈرتے ہیں اور ایک چیز کا شوق دلا دیا ہے وہ اُس کی طرف مشتاق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے مجھ کو دیکھ لیں تو پھر کیا ہو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر اور زیادہ کوشش کرنے لگیں۔"

حضرت حسن کا فرمان

مروی ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا اور اُن میں سے ایسی جماعتوں کے ساتھ رہا کہ وہ دنیا کی کسی چیز کے آنے سے خوش نہ ہوتے تھے اور نہ ہی کسی چیز کے جانے کا غم کرتے دنیا ان کے نزدیک اس مٹی سے بھی زیادہ ذلیل تھی جس کو تم اپنے پاؤں سے ملتے ہو۔ بعض ان میں سے ایسے تھے کہ عمر بھر اُن کے لیے کبھی کپڑا نہ تہہ ہوا اور نہ ہی کبھی اپنی بیوی سے کسی کھانے کی فرمائش کی اور نہ ہی کبھی زمین پر سونے کے لیے کوئی چیز بچھائی اور اُن کو میں نے کتاب اللہ اور حدیث

> نبوی پر عامل پایا جہاں رات ہوئی ہاتھ پاؤں کھڑے ہو گئے چہرے کو زمین پر رکھتے اور رخساروں پر آنسوں بہاتے کہ آخرت میں رہائی مل جائے جب کوئی اچھی بات کرتے تو اُس سے خوش ہوتے اور اُس کے شکر میں جدوجہد بجالاتے اور اللہ تعالیٰ سے اُس کی مقبولیت کی دعا مانگتے اور جب کوئی بُرائی کرتے تو اُس سے غم گین ہوتے اور بارگاہِ الٰہی میں درخواست کرتے کہ ہماری اس خطا کو معاف فرما۔"

یقین کیجئے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح رہے اور بخدا گناہوں سے محفوظ نہ رہ سکے اور نہ ہی مغفرت کے بغیر نجات پائی۔

ایک عجیب و غریب مجاہدہ

مروی ہے کہ:

> "چند اشخاص حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیماری کی حالت میں پوچھنے گئے آپ نے دیکھا کہ ان میں ایک جوان نہایت دُبلا ہے آپ نے اُس سے پوچھا کہ تیری یہ حالت کیوں ہے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین بیماریوں نے یہ حال کر رکھا ہے آپ نے فرمایا میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ حقیقت بیان کر۔ اُس نے کہا حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے دنیا کی حلاوت چکھی تو اُسے تلخ پایا اُس کی آرائش و حلاوت میری نظروں میں حقیر ہو گئی۔ مجھے سونا اور پتھر برابر نظر آتا ہے اور حال یوں ہے عرش الٰہی کے پاس ہوں

لوگ جنت اور دوزخ میں داخل کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے سارا دن پیاسا رہتا ہوں، تمام رات جاگتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ثواب و عقاب کے سامنے یہ حال کہ جس میں مَیں رہتا ہوں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا نہایت کمتر اور حقیر چیز ہے۔"

حضرت داود طائی کا مجاہدہ

ایک شخص ابونعیم نامی سے مروی ہے کہ:

"حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ روٹی کے ریزوں کو پانی میں گھول کر پی جاتے تھے، روٹی نہ کھاتے تھے۔ اس کے بارے میں جو اُن سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روٹی چبانے میں دیر لگ جاتی ہے پچاس آیات کے پڑھنے کا وقت روٹی کھانے میں صرف ہو جاتا ہے۔"

نظر کا مجاہدہ

مروی ہے کہ:

"ایک دن ایک شخص حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہنے لگا حضرت آپ کے گھر کی چھت میں ایک کڑی ٹوٹی ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا بھتیجے ٹوٹی ہو گی میں نے بیس سال سے اَب تک مکان کی چھت کی طرف نہیں دیکھا۔"

سلف صالحین کا عمل

مروی ہے کہ :۔

" اکابر سلف صالحین کا دستور تھا کہ فضول نظر کو بھی بُرا جانتے تھے جس طرح کہ فضول کلام کو سمجھتے تھے ۔"

نگاہِ عبرت

ایک شخص محمد بن عبد العزیز روایت کرتے ہیں کہ :۔

" ہم چند اشخاص حضرت احمد بن رزین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں صبح سے عصر تک بیٹھے رہے مگر اُنھوں نے دائیں اور بائیں دونوں طرف نہ دیکھا۔ آپ سے اس نہ دیکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو آنکھیں اس لیے بنائی ہیں کہ بندہ اُن سے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا مشاہدہ کرے ۔ پس جو شخص بغیر عبرت کے نظر ڈالے تو اُس کے لیے گناہ لکھا جاتا ہے ۔"

حضرت مسروق کا مجاہدہ

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ روایت کرتی ہیں کہ :۔

" حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی نے جب اور جس وقت دیکھا تو یہی پایا کہ نماز کی کثرت کی وجہ سے آپ کی دونوں پنڈلیوں میں ورم سا نظر آتا تھا اور میں آپ کے

پیچھے بیٹھ کر آپ کے حال پر ترس کر کے رویا کرتی تھی۔"

تین باتوں کا حصول

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

> "اگر تین باتیں نہ ہوتیں تو میں ایک دن کی زندگی کو بھی بہتر نہ سمجھتا۔
>
> ۱۔ ایک تو دوپہر میں خدا کے لیے پیاسا رہنا۔
>
> ۲۔ دوم آدھی رات میں سجدہ کرنا۔
>
> ۳۔ سوم ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا کہ جو لوگ اچھی باتوں کو ایسا چھانٹتے ہیں جیسے گرمی میں اچھے خرما کو چھانٹا کرتے ہیں۔

اسود بن یزید کا عمل

مروی ہے کہ:

> "حضرت اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں اجتہاد کرتے اور گرمی میں روزہ رکھتے یہاں تک کہ ان کا جسم سبز اور زرد ہو جاتا تو اُن سے علقمہ بن قیس کہتے کہ آپ اپنے نفس کو کیوں عذاب دیتے ہیں فرماتے کہ میں تو اُس کی تکریم چاہتا ہوں۔ آپ کا دستور تھا کہ روزہ اس قدر رکھتے کہ بدن سبز پڑ جاتا اور نماز اس قدر پڑھتے

کہ گر جاتے آپ کے پاس حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان امور کا حکم نہیں فرمایا یعنی اتنا اجتہاد فرض نہیں پھر کیوں کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ میں تو غلام مملوک ہوں مسکنت اور عاجزی کی کسی چیز کو کیسے بغیر نہیں چھوڑتا اور کوئی دن میں ہزار نماز روزانہ پڑھتے یہاں تک کہ دونوں پاؤں بیٹھے رہتے تو بیٹھے ہی بیٹھے ہزار رکعت پڑھتے اور جب نماز عصر سے فارغ ہوتے تو گوٹھ مار کر بیٹھتے اور کہتے کہ مجھے بہت تعجب ہے کہ مخلوق نے تیرے عوضانہ میں دوسری چیز کا کیسے ارادہ کیا اور تیرے سوا اور چیز سے کس طرح مانوس ہو گئے بلکہ مجھے یہ تعجب ہے کہ جب مخلوق نے تیرے سوا اور چیز کا ذکر کیا تو ان کے دل کس طرح روشن ہوئے۔"

حضرت ثابت بنانی کا عمل

مروی ہے کہ:۔

"حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نماز کو بہت محبوب رکھتے تھے اس لیے دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ العالمین!

اگر تو کسی قبر میں اپنی نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے اجازت دینا کہ میں قبر میں نماز پڑھوں۔

حضرت جنید بغدادی کا فرمان

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

" میں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ کسی کو عابد نہیں دیکھا کہ اٹھانوے برس کی عمر ہوئی تھی مگر بجز مرض موت کے کبھی کسی نے آپ کو لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

ایک راہب کا فرمان

ایک شخص حارث بن سعد نامی سے مروی ہے کہ:۔

" چند اشخاص ایک راہب کے پاس گئے جو مشقت وہ راہب اپنے نفس سے کرتا تھا اُس کا مشاہدہ کیا اور اُس سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے جواب میں کہا کہ جو مصائب و اہوال مخلوق پر آئیں گے ان کے سامنے اس مشقت کی کیا حقیقت ہے مگر لوگ غفلت میں ہیں کہ اپنے نفوس کی لذات میں سرگرداں ہیں اور جو حظ اکبر کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گا اُسے بھولے ہوئے ہیں۔" یہ سن کر سب لوگ رو پڑے۔

ابو محمد جریری کا عمل

ایک شخص ابو محمد مغازلی نامی سے مروی ہے کہ:۔

”ابو محمد جریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک سال مکہ معظمہ میں مجاور رہے نہ اتنے عرصے میں سوئے اور نہ ہی اتنے عرصے میں کسی سے کلام کیا، نہ ہی ستون یا دیوار سے تکیہ لگایا اور نہ ہی کسی طرف ٹانگیں پھیلائیں۔ ایک دن آپ کے پاس ابوبکر کتانی گئے اور سلام کے بعد کہا کہ آپ اس اعتکاف پر کس چیز سے قادر ہوئے آپ نے فرمایا کہ جس علم نے میرے باطن کو پختہ کر رکھا ہے اُسی نے میرے ظاہر کی مدد کی ہے۔ کتانی اپنا سر نیچے کر کے سوچتے ہوئے واپس چل دیئے۔“

اکابرین کا بیان

بعض اکابرین سے مروی ہے کہ :۔

”میں حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے رو رہے ہیں یہاں تک کہ آنسو اُن کی انگلیوں کے بیچ میں سے گر رہے ہیں میں اُن کے قریب گیا اور آنسوؤں کو دیکھا کہ زردی آمیز ہیں میں نے اُن سے کہا کہ اے فتح تمھیں اللہ کی قسم ہے کیا خون روتے ہو اُنھوں نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو قسم نہ دیتا تو میں ہرگز نہ بتاتا ہاں میں خون روتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ آنسو کیوں بہاتے ہیں فرمایا اس جہت سے کہ اللہ تعالیٰ کا جو حق مجھ پر واجب تھا اس میں میں نے قصور

کیا اور خون اس لیے رویا کہ آنسو کہیں بے موقع نہ نکلے ہوں پھر میں نے انھیں وفات کے بعد دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا میں نے پوچھا کہ آپ کے آنسوؤں کے بارے میں کیا کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پاس بُلا کر پوچھا اے فتح تو آنسو کس بات پر بہاتا تھا میں نے عرض کیا اس خوف سے کہ کہیں آنسو بے موقع اور نامقبول نہ ہوئے ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا اے فتح! اس سے تیری کیا مراد تھی، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ تیرے دونوں نگہبان چالیس برس تیرے نامۂ اعمال کو لاتے رہے اُس میں کوئی خطا نہیں ملی۔"

راہب کا وصیت کرنا

مروی ہے کہ:۔

"چند اشخاص ہم سفر تھے اثنا۔ راہ راستہ بھول گئے ایک راہب کے پاس پہنچے جو تنہائی میں رہتا تھا ہم نے راہب کو آواز دی تو راہب نے عبادت خانہ سے سر نکال کر اُن کی طرف دیکھا۔ اُنھوں نے راہب سے کہا کہ ہم راستہ بھولے ہوئے ہیں راستہ کس طرف ہے راہب نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا وہ راہب کے اشارہ کو سمجھ گئے کہ معرفت کا راستہ بتاتا ہے پھر

راہب سے کہا کہ ہم تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں کیا تو جواب دے گا راہب نے کہا کم پوچھو زیادہ نہ پوچھنا کہ یہ دن پھر نہیں آئے گا، نہ ہی پھر عمر آئے گی اور طالب یعنی موت جلدی کر رہی ہے۔ لوگوں کو اُس کی گفتگو سے تعجب ہُوا اور کہا کہ کل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں کا حشر کس چیز پر ہو گا۔ راہب نے کہا اپنی اپنی نیتوں پر۔ پھر راہب سے کہا کہ کچھ وصیّت کیجئے۔ راہب نے کہا کہ اپنے سفر کی حیثیت کے بموجب توشہ لو اس لیے کہ بہتر توشہ وہی ہے جو مقصود تک پہنچا دے۔ پھر انہیں راستہ بتا کر سر اندر کر لیا۔"

راہب کون؟

ایک شخص عبدالواحد بن زید نامی سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ:۔

"میرا گزر ایک چین کے راہب کے پاس سے ہُوا۔ میں نے اُسے راہب کہہ کر آواز دی مگر وہ نہ بولا، پھر دوبارہ آواز دی مگر وہ نہ بولا، پھر میں نے پہلی سی آواز دی، پھر اُس نے میری آواز سے میری طرف سر نکالا اور بولا اے صاحب میں راہب نہیں ہوں راہب وہ ہے جس میں خوف خداوندی ہو اور اس کی تعظیم کرے اور اُس کی بلا پر صبر کرے، اُس کی قضا پر راضی رہے، اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے، اُس کی عظمت کے سامنے تواضع کرے اور اُس کی عزت کے مقابلے میں ذلیل

رہے اور اپنے نفس کو اس کی قدرت کے حوالے کر دے۔ اور اُس کی ہیبت سے خضوع کرے اور اُس کے حساب اور عذاب میں تامل کرے، دن کو روزہ رکھے رات کو کھڑا رہے، دوزخ کو یاد رکھے، اللہ تعالیٰ سے مانگنا اُس کو سونے نہ دے۔ راہب اُسے کہتے ہیں۔ اور جو میرا حال پوچھو تو میں باؤلا کُتا ہوں اپنے آپ کو اس عبادت خانے میں بند کر لیا ہے تاکہ لوگوں کو نہ کاٹوں۔ میں نے پوچھا پھر کس چیز نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کر رکھا ہے پہچاننے کے بعد کیوں منحرف ہیں اُس نے کہا کہ برادر خلق کو جو اللہ تعالیٰ سے جو علیحدہ کیا ہے تو صرف دنیا کی محبت و زینت نے کیا ہے۔ دنیا گناہوں اور معاصی کی جگہ ہے۔ ہوشیار وہ ہے دنیا کو اپنے دل سے پھینک دے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور ایسی باتوں پر متوجہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے قریب کریں یعنی جن سے قربِ حق حاصل ہو۔"

بیکار ہوں

مروی ہے کہ:

"کسی شخص نے ایک دفعہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یا حضرت اپنی داڑھی میں کنگھی کر لیجیے تو آپ نے فرمایا کہ بس میں بیکار ہوں۔"

حضرت اویس قرنی کا عمل

مروی ہے کہ:۔

"حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ رات رکوع کی ہے اس رات کو ایک ہی رکوع میں صبح کر دیتے اور جب دوسری رات آتی تو فرماتے کہ یہ سجدے کی رات ہے اس کو سجدے ہی میں بسر کرتے۔

حضرت عتبہ کا عمل

مروی ہے کہ:۔

"جب عتبہ نامی غلام تائب ہوئے تو کھانے پینے کی طرف راغب نہ ہوتے اُن کی مشفقہ مادر اُن سے کہتی کہ بیٹا اپنے نفس پر نرمی کرو وہ جواب دیتے کہ میں آرام ہی کا طالب ہوں تھوڑی سی مشقت مجھے کر لینے دو پھر مدت تک آرام ہی کروں گا۔"

سجدہ کی حالت کی کیفیت

مروی ہے کہ:۔

"حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حج کیا تو جب سوئے تو سجدے ہی کی حالت میں سو گئے۔ یعنی سجدے ہی کی حالت میں اپنے رب کو جا ملے۔

تقویٰ کی اہمیت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"رات کے چلنے کی تعریف لوگ صبح کو کیا کرتے ہیں اور تقویٰ کو موت کے بعد اچھا جانیں گے۔"

بزرگانِ سلف کا عمل

حضرت عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"سلف صالحین میں سے جب کوئی چالیس سال کا ہوتا تو اپنا بستر تہ کر دیتا یعنی تمام رات میں سونا بالکل موقوف کر دیتا۔"

حضرت کمس بن الحسن کا عمل

مروی ہے کہ:۔

"حضرت کمس بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر روز ہزار رکعت پڑھتے اور پھر اپنے نفس سے کہتے اے سب برائیوں کی جڑ اُٹھ کھڑا ہو۔ جب آپ ضعیف ہو گئے تو پانچ سو پر اکتفا کیا اور رویا کرتے کہ افسوس میرا عمل آدھا رہ گیا۔"

نفس کا قاتل

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میری لڑکی مجھ سے کہا کرتی کہ ابا جان یہ کیا بات ہے کہ سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے۔ آپ فرماتے بیٹی مجھے آگ کا ڈر ہے اور جب آپ کی والدہ نے آپ کے رونے اور جاگنے کا حال دیکھا تو کہا بیٹا شاید تو نے کسی کو قتل کر ڈالا ہے جو ایسا رہتا ہے اُنھوں نے فرمایا کہ ہاں اُن کی والدہ نے کہا وہ شخص کون تھا ہم اُس کے رشتہ داروں کو تلاش کریں کہ وہ تجھ کو خون معاف کر دیں اس لیے کہ تیرا حال اگر وہ دیکھیں گے تو ضرور ترس کھا کر معاف کر دیں گے آپ کہتے کہ وہ تو میرا نفس ہے۔"

حضرت بشیر الحارث کا عمل

ایک شخص عمرو نامی سے روایت ہے کہ:

"میرے ماموں بشر الحارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری والدہ سے کہتے کہ اے میری ہمشیرہ میری پسلیاں اور تہیگاہ مجھ میں گرتی ہیں میری ماں نے کہا کہ بھائی اگر تم کہو تو تمھارے لیے میدے کا اپنے پاس سے حریرہ بنا دوں اس کے پینے سے تم توانا ہو جاؤ گے۔ ماموں نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ تیرے پاس آٹا کہاں سے آیا تو پھر میں کیا جواب دوں گا۔ میری ماں رونے لگی اور وہ خود بھی روئے اور اُن کے ساتھ میں بھی رویا۔ راوی کہتے ہیں کہ میری ماں نے جب ان کا حال دیکھا کہ بھوک کی شدت سے

سانس کمزور ہو گیا تو اُن سے کہا کہ بھائی کیا اچھا ہوتا کہ تمھاری ماں سے میں پیدا نہ ہوتی اس لیے کہ تمھارا حال دیکھ کر میرا جگر ٹکڑے ہُوا جاتا ہے اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ بہن میں بھی یہی کہتا ہوں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرا اے کاش کہ مادر نمے زاد
وگر مے زاد کس شیرم نمے داد

ترجمہ: "کاش کہ میری ماں مجھے پیدا ہی نہ کرتی اور اگر اس نے پیدا کر ہی دیا تھا تو کوئی مجھ کو دودھ نہ دیتا۔"

میری ماں اُن کے لیے دن رات رویا کرتی تھی۔

حضرت اویس کا مجاہدہ

حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ:۔

> "ایک دن میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ کو نماز فجر پڑھ کر بیٹھا پایا۔ میں بھی بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ ان کے وظائف میں حرج نہیں ہونا چاہیئے آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے یہاں تک کہ ظہر پڑھی اور ظہر کے وقت سے عصر تک برابر نماز پڑھتے رہے پھر نماز عصر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور نماز مغرب تک بیٹھے رہے پھر نماز مغرب کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر اُسی جگہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ نماز فجر

پڑھ کر پھر جو بیٹھے اور سو گئے پھر فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھوں سے جو سو جائیں اور ایسے شکم سے جو سیر نہ ہو۔ میں نے دل میں کہا کہ مجھے ان سے اسی قدر کافی ہے پھر میں واپس آیا اور ایک شخص نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بیماروں کی طرح معلوم ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں بیمار نہ ہوں تو کیا ہوں کہ بیماروں کو کھانا ملتا ہے اور اویس نہیں کھاتا ، بیمار سوتا ہے اویس نہیں سوتا۔ اور احمد حرب کہتے ہیں کہ کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ جنّت اُس کے اُوپر آراستہ ہے اور دوزخ اُس کے نیچے دہک رہی ہے تو تعجب ہے کہ وہ ان دونوں کے بیچ میں کیسے سو سکتا ہے۔"

جنّت اور دوزخ کی سیر کرنا

ایک عابد شخص سے مروی ہے کہ:۔

"میں حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہُوا دیکھا کہ آپ نماز عشاء پڑھ کر فارغ ہو چکے ہیں۔ میں آپ کو دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا آپ خود کو ایک کمبل میں لپیٹ کر لیٹ رہے اور تمام رات کروٹ بھی نہ لی یہاں تک کہ صبح ہوئی، موذن نے اذان دی، آپ اُٹھ کر نماز میں شریک ہو گئے اور وضو نہ کیا۔ یہ بات میرے دل میں کھٹکی۔ میں نے آپ سے کہا کہ آپ تمام رات تو لیٹ کر سوتے رہے پھر

نیا وضو نہ کیا آپ نے فرمایا کہ میں تو تمام رات کبھی جنت کے باغوں میں دوڑتا رہا اور کبھی دوزخ کے جنگلوں میں۔ بھلا اس صورت میں نیند آیا کرتی ہے۔"

عابدین کی عبادت کی کیفیّت

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ:۔

"میں ایسے ایسے لوگوں سے ملا ہوں کہ نماز پڑھتے پڑھتے اس قدر تھک جاتے تھے کہ اپنے بستروں پر گھٹنوں کے بغیر چل کر نہیں آسکتے تھے۔"

حضرت ابوبکر بن عباس کی عبادت کی کیفیت

حضرت ابوبکر بن عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے چالیس سال زمین پر اپنی کمر نہیں لگائی آپ کی ایک آنکھ میں پانی اُتر آیا بیس سال تک آپ کے گھر والوں کو علم نہ ہوا کہ ایک آنکھ سے نظر نہیں آتا۔"

حضرت سمنون کا وظیفہ

مروی ہے کہ:۔

"حضرت سمنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر روز پانچ رکعت نماز نفل ادا فرمایا کرتے تھے۔" یہ آپ کے معمول کا وظیفہ تھا جو روزانہ ادا ہوتا تھا۔

ابوبکر مطوعی کی عبادت کی کیفیت

مروی ہے کہ:

"حضرت ابوبکر مطوعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جوانی میں رات دن میں اکتیس ہزار مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا کرتے تھے یا چالیس ہزار مرتبہ پڑھا کرتے تھے اس میں راوی کو شک ہے۔"

منصور بن معتمر کا عمل

مروی ہے کہ:

"ایک عابد بزرگ منصور بن معتمر نامی کے بارے میں ہے کہ آپ ایسے حال سے رہتے کہ اگر کوئی دیکھے تو کہے کہ اس شخص پر کوئی بھاری مصیبت پڑی ہے یہ حال رہتا کہ آنکھیں نیچے کو آواز پست ہر وقت چشم تر اگر ذرا ہلاؤ تو آٹھ آٹھ آنسو گریں اور آپ کی والدہ آپ سے کہتی کہ بیٹا تو اپنے نفس پر کیا کرتا ہے تمام رات رویا کرتا ہے چپ نہیں ہوتا شاید بیٹا تو نے کوئی خون کیا ہے آخر کیا بات ہے وہ جواب میں فرماتے اے میری والدہ میں ہی جانوں جو میں نے اپنے نفس پر کیا ہے۔"

عامر بن عبداللہ کا محاسبہ

مروی ہے کہ:

"کسی نے حضرت عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ تم شب بیداری اور دوپہر کی پیاس پر کیسے صبر کرتے ہو تو انھوں نے فرمایا کہ وہ صرف اس طرح ہے کہ دن کے کھانے کو رات پر ٹال دیا اور رات کے سونے کو دن کے حوالے کر دیا اور یہ کچھ بڑی بات نہیں اور یہ فرمایا کرتے کہ میں نے جنت کی مثل اور چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سو گیا ہو اور نہ ہی دوزخ کے مثل جس سے گریز کرنے والا سوتا ہو اور جب رات آتی تو فرماتے آگ کی حرارت نے خواب کو کھو دیا پھر صبح تک نہ سوتے جب دن ہوتا تو فرماتے حرارت آتش نے نیند دُور کر دی اور شام تک نہ سوتے اور جب دوپہر ہوتی تو فرماتے کہ جو ڈرتا ہے سو شام ہی سے چل دیتا ہے اور صبح کے وقت لوگوں کو رات کا چلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔"

اکابرین کا فرمان

بعض اکابرین سے مروی ہے کہ:

"میں حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ چار ماہ رہا میں نے انھیں کبھی نہیں دیکھا کہ رات کو یا دن کو سوئے ہوں۔"

صحابہ کے عمل کی کیفیت

ایک شخص جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھی تھا، سے مروی ہے کہ:

"میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو اپنے دائیں جانب کو بیٹھ گئے آپ پر کچھ غم کے اثرات تھے ، سورج طلوع ہونے تک آپ ویسے ہی رہے پھر اپنا ہاتھ پلٹا اور فرمایا کہ بخدا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو دیکھا ہے اور آج ان کے مثل کوئی امر نہیں پایا جاتا وہ لوگ صبح کو میلے زرد رنگ کے کپڑے الجھے بال رات کو سجدہ و نماز میں کاٹ دیتے ۔ کتاب اللہ پڑھتے اور پیشانیوں پر باری باری زور دیتے اور جب ذکر الٰہی کرتے تو ایسا ہلتے جیسا درخت تند ہوا کے دن ہلتا ہے اور اور اُن کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوتے کہ اُن کے کپڑے تر ہو جاتے اب لوگوں کا یہ حال ہے کہ رات کو خوب غافل ہو کر سوتے ہیں۔"

ابو مسلم خولانی کا مجاہدہ

مروی ہے کہ :

"ایک بزرگ حضرت ابو مسلم خولانی نامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کوڑا اپنے گھر کی نماز گاہ میں لٹکا رکھا تھا اُس سے اپنے نفس کو ڈراتے اور کہا کرتے کہ اُٹھ کھڑا ہو نہیں تو یقین جان کہ تجھ کو اس قدر رگیدوں گا کہ تو ہی تھکے گا میرا کچھ نہ جائے گا پھر جب اُن پر سستی آتی تو کوڑا لے کر اپنی پنڈلیوں میں مارتے اور کہتے کہ میری سواری کی نسبت تو تُو ہی زیادہ تر مارنے کا

سزاوار ہے اور کہا کرتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ یہ گمان کرتے ہوں گے کہ دین کو کچھ ہم نے ہی اختیار کیا ہے اور لوگوں کو ہمارے ساتھ شریک نصیب نہیں بخدا کہ اُس میں ہم بھی اچھی طرح شریک ہوں گے تاکہ وہ بھی جانیں کہ ہمارے پیچھے کچھ لوگ رہے ہیں۔"

حضرت صفوان بن سلیم کا جہاد

مروی ہے کہ:۔

"حضرت صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دونوں پنڈلیاں کثرت قیام سے رہ گئی تھیں اور آپ اجتہاد میں اس درجے کو پہنچ گئے تھے کہ اگر بالفرض اُن سے کہا جاتا کہ کل قیامت ہو گی تو ان کے معمولی اعمال میں کچھ زیادتی نہ ہونے پاتی آپ کا دستور یہ تھا کہ سخت سردی کے دنوں میں چھت پر سوتے اور گرمیوں میں کوٹھڑی کے اندر تاکہ سردی اور گرمی کی تکلیف سے نیند نہ آنے پائے۔ آپ نے سجدہ کی حالت میں وصال فرمایا۔ آپ یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی میں تیری ملاقات چاہتا ہوں تو میرے ملنے کو پسند فرما۔"

حضرت قاسم بن محمد کا معمول

مروی ہے کہ:۔

"ایک بزرگ حضرت قاسم بن محمد نامی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ

سب پہلے صبح اُٹھ کر اپنی پھوپھی حضرت عائشہ کی خدمت میں جا کر انھیں سلام کرتے ایک دن جو پھوپھی صاحبہ کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ آپ نماز چاشت پڑھ رہی ہیں اور اُس میں یہ آیت فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوۡمِ (پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچایا ہم کو لُو کے عذاب سے) پڑھ کر رو رہی ہیں۔ کھڑے کھڑے تھک گیا اور اُن کا وہی حال رہا۔ جب میں نے دیکھا کہ اُن کو ابھی دیر ہے بازار کو چلا گیا کہ اول اپنے کام سے فارغ ہو جاؤں تو پھر آؤں گا میں جو کام سے فارغ ہو کر آیا تو پھر بھی انھیں اسی حال میں پایا کہ روتی جاتی تھیں اور دُعا مانگتی تھیں اور اس آیت کو بار بار پڑھتی تھیں۔"

عبدالرحمٰن بن اسود کا جہاد

ایک بزرگ محمد بن اسحاق نامی سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے پاس عبدالرحمٰن بن اسود حج کے ارادے سے آ کر اُترے تو اُن کے ایک پاؤں میں کچھ مرض ہو گیا تھا تو آپ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے۔"

اکابرین کا قول

بعض اکابرین کا قول ہے کہ:۔

"مجھ کو موت سے کچھ خوف نہیں صرف اتنا ڈر ہے کہ میری تہجد نہ فوت ہو جائے۔"

صالحین کی علامات

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:۔

"صالحین میں یہ علامات پائی جاتی ہیں:۔ شب بیداری کی وجہ سے رنگ زرد، رونے کی وجہ سے آنکھیں چندھی، روزے کی وجہ سے لب خشک ہوں اور اُن پر خضوع والوں کی طرح غبار ہو۔"

اہلِ تہجد کی کیفیت

مروی ہے کہ:۔

"حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اہلِ تہجد کے چہرے خوشنما ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے نور میں سے نور پہنا دیتا ہے۔"

حضرت عامر بن عبد القیس کا فرمان

مروی ہے کہ:۔

"حضرت عامر بن عبد القیس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی تو نے مجھ کو پیدا کیا تب مجھ سے مشورہ نہیں کیا اور جب مارے

گا تب بھی مجھے خبر نہیں دے گا۔ میرے ساتھ ایک ایسا دشمن پیدا کر دیا ہے کہ میری خون کی جگہوں میں پھرتا ہے اور مجھ کو دیکھتا ہے اور میں اُسے نہیں دیکھتا اور پھر مجھ کو ارشاد فرمایا کہ تُو رُکا رہ الٰہی بھلا میں کیسے رکوں اگر تو مجھ کو نہ روکے الٰہی دنیا میں رنج و غم ہیں تو آخرت میں حساب و عذاب۔ راحت کہاں ہے۔"

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر
آسودگی حرقلیت نہ یاں ہے نہ وہاں ہے

عتبہ غلام کا اجتہاد

جعفر بن محمد سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

"عتبہ غلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کو تین چیخوں میں بسر کیا کرتے اس طرح کہ جب عشار کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا سر دونوں زانوؤں کے درمیان رکھ کر فکر کرتے جب رات کا تیسرا حصّہ گزرتا ایک چیخ مارتے پھر گھٹنوں میں سر دے کر فکر کرنے لگتے جب ایک تہائی اور گزر جاتی تو پھر ایسا ہی کرتے یہاں تک کہ تیسری چیخ صبح کو مارتے۔ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے ان کا حال کسی بصرہ کے رہنے والے سے کہا تو اُس نے کہا کہ تم اُن کی چیخوں پر خیال مت کرو بلکہ یہ سوچو کہ دو چیخوں کے درمیان ان پر کیا کیفیت گزرتی ہوگی کہ وہ چیخ مارتے تھے۔"

حضرت ربیعہ کا عمل

قاسم بن راشد شیبانی سے مروی ہے کہ:

"محصب میں ہمارے پاس حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی بیوی اور بچوں سمیت ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ رات کے پہلے حصے میں اُٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے جب سحر ہوتی تو زور سے پکارتے اے آرام کرنے والو کیا اس تمام رات میں سوؤ گے اور اُٹھ کر چلو گے نہیں۔ یہ سن کر سب اُٹھ بیٹھتے تھے کوئی روتا تھا کوئی دُعا مانگتا کوئی تلاوت کرتا کوئی وضو کرتا۔ جب فجر ہوتی تو زور سے کہتے کہ صبح کے وقت لوگ رات کے چلنے کو اچھا جانا کرتے ہیں؛

اہلِ دانش کا قول

اہلِ دانش فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اُس کے انعام کے باعث اُس کو پہچان گئے ہیں اور اُس نے جو اُن کا سینہ کھول دیا تو اُس کی اطاعت کی، اُس پر توکل کیا، خلق اور امر کو اُس کے حوالے کیا اس لیے اُن کے قلوب یقین کی صفائی کی کانیں، حکمت کے گھر، عظمت کے صندوق، قدرت کے خزانے ہو گئے ہیں اُن کا حال یہ ہے کہ آنا جانا تو لوگوں میں رکھتے ہیں ان کے دل ملکوت میں جولانیاں کرتے

کرتے ہیں اور محجوب غیب میں پناہ لیتے ہیں پھر وہاں سے جو پھرتے ہیں تو ان کے ساتھ تازہ بہ تازہ لطائف و فوائد ہوتے ہیں کہ جن کی توصیف کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا وہ لوگ باطن کی خوبی میں تو حریر جیسے ہیں اور ظاہر میں استعمال شدہ رومال کی مانند۔ ہر ایک سے تواضع سے پیش آتے ہیں اور یہ ایسا طریقہ ہے کہ زور سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے۔"

بارگاہِ الٰہی سے پناہ طلب کرنا

بعض صالحین سے مروی ہے کہ:۔

"میں بیت المقدس کے پہاڑوں میں پھرتا تھا اتفاقاً ایک جنگل میں آیا اور ایک بہت تیز آواز سنی اور وہ پہاڑ اُس آواز کا جواب دیتے تھے اور پہاڑوں میں بہت گونج تھی میں اُس آواز کے درپے ہوا تو ایک باغ میں پہنچا جو درختوں میں چھپا ہوا تھا اُس میں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہو کر بار بار اس آیت کو پڑھ رہا تھا یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ

"جس دن پائے گا ہر شخص جو کی ہے نیکی روبرو اور جو برائی کی ہے آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اُس میں فرق پڑ جائے دور کا

اور اللہ ڈراتا ہے تم کو خود سے۔"

میں اُس کے پیچھے بیٹھ کر سننے لگا وہ یہی پڑھتا رہا اور پھر یکایک ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔ میں نے کہا افسوس یہ میری نحوست سے ایسا ہو گیا۔ پھر میں اُس کے افاقے کا منتظر رہا، ایک گھنٹے کے بعد وہ ہوش میں آیا۔ میں نے سُنا کہ یہ کہتا ہے الٰہی میں تجھ سے جھوٹ بولنے والوں کے مقام سے پناہ مانگتا ہوں اور جھوٹے دعویداروں کے اعمال سے بھی پناہ مانگتا ہوں اور غافلوں جیسی روگردانی سے بھی پناہ مانگتا ہوں تیرے ہی لیے خوف کرنے والوں کے دل خشوع کرتے ہیں۔ تیری ہی طرف قصور والوں کی توقع جھکتی ہے تیری ہی عظمت کے لیے عارفین کے دل ذلیل ہوتے ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے اور کہا کہ مجھے دنیا سے کیا واسطہ اور اُس کو مجھ سے کیا علاقہ۔ اے دنیا جو تجھ جیسا ہو اُس کے پاس جا اور جو تجھے پسند کرے انھیں اپنی آسائش اور ہزاروں طرح کے آرام سے فریب دے پھر کہا کہ اچھے لوگ کہاں گئے پہلے زمانے کے لوگ کہاں ہیں مٹی میں سڑتے ہیں اور چند دنوں میں فنا ہو جاتے ہیں۔ میں نے اُس کو پکارا کہ اے اللہ کے بندے میں آج سارا دن تیرے پیچھے تیرے فارغ ہونے کا منتظر ہوں۔ وہ بولا بھلا اُس شخص کو فراغت کس طرح ہو گی جو زمانے سے بیشی چاہتا ہے

اور زمانہ اُس سے بیشی چاہتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں موت
اس کے نفس پر سبقت نہ کر جائے یا وہ شخص کیسے فارغ
ہو جس کے دن تو گزر گئے ہوں اور اُس کے گناہ رہ گئے
ہوں پھر وہ میری طرف دھیان کر کے اللہ تعالیٰ سے مخاطب
ہو کر کہنے لگا کہ اُن گناہوں کے لیے تو ہی ہے اور ہر
شدت کے لیے جس کے آنے کی مجھ کو توقع ہے اور
یہ آیت پڑھی وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا
يَحْتَسِبُوْنَ (اور نظر آیا ان کو اللہ کی طرف سے جو خیال
نہ رکھتے تھے) پھر ایک چیخ ماری کہ پہلی چیخ کی نسبت
بہت زیادہ تھی اور بیہوش ہو کر گر پڑا میں نے کہا کہ
اس کا دم نکل گیا میں اُس کے قریب گیا دیکھا تو وہ تڑپ
رہا ہے پھر افاقہ پایا اور کہنے لگا کہ میں کون ہوں اور میرا
خطر کیا ہے تو اپنے فضل سے میری بُرائی معاف کر اور
اپنے پردۂ رحمت میں مجھ کو چھپا اور اپنے ذاتی کرم سے
میرے گناہوں سے درگزر فرما جس وقت کہ میں تیرے
سامنے کھڑا ہوں۔ میں نے اُس سے کہا قسم ہے تجھ کو
اس ذات کی جس کی توقع اور اعتماد تو اپنے لیے رکھتا
ہے مجھ سے کچھ کلام کر لو اُس نے کہا کلام اُس سے جا کر
کرو جس کے کلام سے تم کو کچھ فائدہ ہو اور اُس شخص کے
کلام کو جانے دو جس کے گناہوں نے اُسے تباہ کر دیا ہو میں
اس جگہ پر نامعلوم ابلیس سے کتنے عرصہ سے لڑ رہا ہوں

اور وہ مجھ سے لڑتا ہے آج تک میرا کوئی مددگار نہ ملا کہ مجھے اس مصیبت سے نکالتا ایک تو یہ ہے کہ مجھ سے علیحدہ ہی رہ اس لیے کہ تو نے میری زبان کو بیکار کر دیا اور اپنی بات کی طرف میرے دل کو تھوڑا سا مائل کر لیا میں تیرے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں پھر توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے غصے سے مجھ کو پناہ دے اور اپنی رحمت سے مجھ پر فضل کرے۔ راوی نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا دوست ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں میں اس کو باتوں میں مشغول کر دوں تو ایسی جگہ مجھ پر عذاب آئے اس خیال سے میں اسے چھوڑ کر واپس آیا"

موت کا مزہ چکھنا

ایک صالح آدمی سے مروی ہے کہ:

"میں دورانِ سفر ایک درخت کی طرف گیا کہ اُس کے نیچے بیٹھ کر آرام کر لوں دیکھا کہ ایک بوڑھا میرے سر چڑھ رہا ہے اور کہتا ہے کہ اُٹھ کھڑا ہو کہ موت میری نہیں پھر میرے سامنے ہی چل دیا میں اُس کے پیچھے ہو لیا اور سنا کہ وہ یوں کہتا تھا کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے) الٰہی میرے لیے موت میں برکت کر۔ میں نے کہا کہ موت کے بعد بھی یہ کہہ

رہا ہے اُس نے کہا کہ جو شخص موت کے بعد حالات کا یقین کرے وہ احتیاط اور خوف کے مارے چلنے کے لیے دامن اُٹھائے گا۔ دنیا میں اُس کے رہنے کی جگہ نہ ہوگی پھر کہا کہ اے وہ شخص جس کی ذات کے لیے تمام چہرے ذلیل ہیں اپنا دیدار دکھا کر میرے چہرے کو نورانی بنا اور میرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے اور کل کے لیے قیامت میں اپنے سامنے کی جھڑک کی فضیحت سے محفوظ رکھ اب تجھ سے مجھے شرم آنے کا وقت آپہنچا اور تجھ سے روگرداں رہنے سے اَب میں باز آیا اگر تیرا حلم نہ ہوتا تو مجھ کو میری موت بھی نہ کھپاتی اور اگر تیرا عفو نہ ہوتا تو میری توقع تیرے پاس کی چیزوں تک نہ پھیلتی پھر وہ شخص مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔"

کرز بن دبرہ کا مجاہدہ

مروی ہے کہ:-

"کرز بن دبرہ کا دستور تھا کہ ایک دن میں تین بار قرآن مجید ختم کیا کرتے اور اپنے نفس پر کثرت سے مجاہدہ کرتے لوگوں نے اُن سے کہا تم اپنے نفس پر بہت مجاہدہ کرتے ہو تو اُنھوں نے کہا کہ دنیا کی عمر کتنی ہے اُنھوں نے کہا سات ہزار سال، پھر اُنھوں نے کہا کہ قیامت کے دن کی مقدار کتنی ہے کہا پچاس ہزار سال تو آپ نے فرمایا سات

> دن کام کرنے سے اگر تم اُس قیامت کے دن سے بے خوف ہو جاؤ تو اس بات سے تم عاجز نہیں ہو۔ اس قول سے اُن کی یہ غرض تھی کہ اگر بالفرض آدمی دُنیا کے برابر سات ہزار سال زندہ رہے اور نفس پر اس لیے مجاہدہ کرے کہ اُس ایک دن سے جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے نجات پاوے تب بھی اُسے بہت فائدہ ہے اور آدمی کو چاہیئے کہ ایسی صورت میں بھی اُسے نفس کے جہاد کی رغبت ہوتی اور جب عمر ذراسی ہے اور آخرت کی کچھ انتہا نہیں تب تو ظاہر ہے کہ زندگی بھر کے مجاہدہ کی آخرت کے سامنے کیا اصل ہے۔"

غرض کہ سلف صالحین کی کیفیت نفس کے مراقبے اور مجاہدے میں ایسی ہوتی ہے پس اگر تمہارا نفس سرکشی کرے اور عبادت پر مواظبت کرنے سے باز رہے تو ان لوگوں کے حال کا مطالعہ کیجئے کیونکہ ایسے لوگوں کا وجود اَب نایاب ہے اور اگر ایسے لوگوں کا دیکھنا نصیب ہو اور دیکھ کر اقتدا کرو تو کیا کہنا

ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ

دیکھنے کا اثر اقتدا میں بہت زیادہ ہوا کرتا ہے اور اگر دیکھنے سے عاجز ہو تو ان کے احوال سننے ہی سے غفلت نہ کرو۔

ع گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت ست

اور اپنے لیے دو باتوں میں سے ایک کرو یا تو یہ کہ جو لوگ عاقل اور حکماء اور دین میں اہل بصیرت ہیں ان کی اقتدا کر کے ان کے زمرے میں داخل ہو جاؤ یا اپنے زمانے کے غافلوں جاہلوں کی اقتدا کرو مگر ان بیوقوفوں کی جماعت میں رہنے اور ان

کو دانوں سے مشابہ ہونے پر ہرگز راضی نہ ہو اہل عقل کی مخالفت نہ کر اور اگر تمہارا نفس یوں کہے کہ سلف صالحین تو زبردست لوگ تھے ہمیں ان کی اقتدار کی مجال نہیں تو جن عورتوں نے عبادت میں مجاہدے کیئے ہیں ان کے حالات دیکھو اور نفس سے کہو کہ کم بخت تجھے غیرت نہیں آتی کیا عورت سے بھی کم رہے گا یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے کہ مرد ہو کر دین یا دنیا کے معاملے میں عورت سے کم رہے۔

حضرت حبیبہ عدویہ کا مجاہدہ

مروی ہے کہ:۔

> "حضرت حبیبہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کا معمول تھا کہ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتیں تو اپنی چھت پر کھڑی ہو جاتیں کرتہ اور دوپٹہ خوب کس کر کہتیں اے الہ العالمین ستارے چٹک پڑے اور آنکھیں سو گئیں۔ بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے ہر ایک حبیب اپنے حبیب کے ساتھ تنہا ہوا۔ اب میں تیرے سامنے کھڑی ہوں پھر نماز پڑھتی رہتیں جب فجر ہو جاتی تو کہتیں الٰہی رات ختم ہوئی اور دن روشن ہو گیا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھ سے یہ رات قبول فرمائی تو میں خود کو مبارک باد دیتی ہوں یا تو نے نامنظور کی تو تعزیت کروں۔ قسم ہے تیری عزت کی جب تک تو مجھ کو باقی رکھے گا یہ طریقہ رکھوں گی اور اگر تو اپنے دروازے سے مجھ کو جھڑک دے گا تو میں ہرگز نہ ٹلوں گی اس لیے کہ میرے دل میں تیرے کرم اور جود سے بہت

کچھ ہے۔"

حضرت عجردہ کا مجاہدہ

مروی ہے کہ:۔

"حضرت عجردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نابینا تھیں۔ رات بھر جاگتیں۔ جب صبح ہوتی تو ایک دردناک آواز سے کہتیں کہ اندھیری راتوں میں تیرے لیے شب زندہ داری کی تیری رحمت اور فضل ومغفرت کی طرف سبقت کرتے ہیں الٰہی میں تیرے ہی ذریعے سے تجھ سے سوال کرتی ہوں کسی اور کے ذریعے سے نہیں مانگتی کہ تو مجھ کو سابقین کے اوّل زمرے میں کردے اور مجھ کو علیین میں مقربین کے درجے تک پہنچادے اور اپنے نیک بخت بندوں میں شامل کردے تو میرے کریم ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین اور سب بڑوں کا بڑا ہے پھر سجدے کے لیے اس طرح گرتیں کہ اُس کے دھماکے کی آواز سنائی دیتی پھر صبح تک دعا مانگتی اور روتی رہتیں۔"

حضرت شعوانہ کا مجاہدہ

یحییٰ ابن بسطام سے مروی ہے کہ:۔

"میں حضرت شعوانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی مجلس میں حاضر ہوتا اور جو کچھ ان کی فریاد وزاری ہوتی اس کو دیکھتا ایک بار

میں نے اپنے مالک سے کہا کہ چلو جب یہ تنہا ہوں تو اُن سے کہیں کہ اپنے نفس پر کچھ نرمی کریں اُس نے کہا کہ اختیار ہے تو چلو ہم اُن کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ اپنے نفس پر نرمی کریں اور اس قدر نہ رویا کریں تو جو تمھاری مراد ہے اُس پر یہ بات زیادہ قابل تعریف ہوگی۔ وہ یہ بات سن کر رو پڑیں پھر کہا کہ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس قدر روؤں کہ میرے تن میں ایک آنسو بھی نہ رہے پھر خون رویا کروں یہاں تک کہ میرے کسی عضو میں ایک قطرۂ خون بھی باقی نہ رہے مگر مجھے رونا کہاں آتا ہے میں کب روتی ہوں اس جملہ کو بار بار دہرایا کہ میں کہاں روتی ہوں پھر بیہوش ہوگئیں"

ایک عابدہ کا بیان

حضرت محمد بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:۔

"مجھ سے ایک عابدہ عورت نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنّت میں داخل کی گئی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ تمام اہل جنّت اپنے دروازے پر کھڑے ہیں میں نے پوچھا کہ اہل جنت کیوں کھڑے ہیں۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ اس عورت کے انتظار میں کھڑے ہیں جس کے لیے جنّات آراستہ کی گئی ہیں۔ میں نے کہا وہ عورت کون ہے مجھ سے کسی نے کہا کہ ایک کالی لونڈی ابلہ کی رہنے والی ہے جسے شعوانہ کہتے ہیں میں نے کہا وہ تو میری بہن ہے۔ میں اسی

گفتگو میں تھی کہ اتنے میں وہ ایک اُونٹنی پر سوار ہوا میں اُڑتی ہوئی آ پہنچی۔ جب میں نے اُس کو دیکھا تو پکارا کہ بہن تم تو مجھ سے محبت کیا کرتی ہو اپنے رب سے دعا کرو کہ مجھ کو بھی تمھارے ساتھ ملا دے۔ اُنھوں نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ابھی تمھارے آنے کا وقت نہیں آیا مگر میری دو باتیں یاد کرلے اول تو یہ کہ اپنے دل میں ہمیشہ غمگین رہنا۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنی نفسانی خواہشات پر مقدم رکھنا پھر انشاء اللہ تعالیٰ نقصان نہیں اٹھاؤ گی جب کبھی بھی تو لقمہ اجل بنے۔"

عبداللہ بن الحسن کا بیان

عبداللہ بن الحسن سے مروی ہے

"میرے پاس ایک روم کی لونڈی تھی جس سے میں بہت خوش تھا ایک رات وہ میرے پاس سوئی مجھے جاگ آئی تو دیکھا کہ وہ میرے پہلو میں نہیں ہے اُٹھ کر ڈھونڈھنے لگا دیکھا تو وہ مسجد میں پڑی ہوئی ہے اور کہہ رہی ہے الٰہی اس محبت کے سبب جو تجھے میرے ساتھ ہے مجھے بخش دے۔ میں نے کہا اس طرح مت کہو

بلکہ یوں کہو کہ جو محبت مجھ کو تیرے ساتھ ہے اُس کی وجہ سے میرے گناہ معاف فرما دے اُس نے کہا اے میرے آقا یہ نہیں وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے تو شرک سے نکال کر

اسلام سے نوازا اور اُس کی محبت سے یہ ہے کہ مجھے رات کو جگایا حالانکہ بہت سی اُس کی مخلوق سوتی ہے۔“

حضرت سریہ کا مجاہدہ

ایک شخص ابو ہاشم قرشی نامی کا بیان ہے کہ:

”ایک عورت سریہ نامی جو یمن کی رہنے والی تھی ہمارے ایک مکان میں آکر ٹھہری میں اُس کی فریاد اور آہ وزاری تمام رات سُنا کرتا۔ ایک روز میں نے اپنے خادم سے کہا کہ اس عورت کو جھانک کر دیکھ کیا کہتی ہے اور کیا کرتی ہے اُس نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ اور کچھ نہیں کرتی یہ کرتی ہے کہ اپنی نظر آسمان کی طرف سے نہیں ہٹاتی اور قبلہ رُخ بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کہ تو نے سریہ کو پیدا کیا پھر اپنی نعمت سے اُس کو غذا دی اور ایک حال سے دوسرے حال میں رکھا۔ تیرے تمام احوال اُس کے حق میں اچھے ہیں یہ مصائب اُس کے نزدیک سلوک کے ہیں اور وہ اس کے باوجود بھی خود کو تیرے غصے کے لیے معترض ہوتی ہے کہ بے تامل تیری نافرمانی کی جرأت کرتی رہتی ہے کیا تو یہ جانتا ہے کہ وہ یہ گمان کرتی ہو گی کہ تو اُس کے بُرے فعل نہیں دیکھتا ہو گا حالانکہ تو علیم و خبیر اور ہر چیز پر قادر ہے۔“

رونا دل کی راحت ہے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ :

”میں ایک رات کنعان کی وادی سے نکلا جب وادی کے اُوپر گیا تو دیکھا کہ سامنے سے ایک سیاہ چیز میری طرف کو آرہی ہے اور کہتی ہے :۔

وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ

اور نظر آیا اُن کو اللہ کی طرف سے جو خیال نہ رکھتے تھے ۔“

اور روتی ہے جب وہ مجھ سے نزدیک ہوئے تو معلوم ہوا کہ ایک عورت صوف کا جبہ پہنے اور ہاتھ میں ڈولچی لیے ہے اُس نے کہا تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے فارغ ہو کر دوسروں کی طرف متوجہ ہے میں نے کہا ایک مسافر مرد ہوں اُس نے کہا تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے غربت و سفر کے کیا معنی ہیں ۔ اُس کے یہ الفاظ سُن کر میں رو پڑا ۔ پھر وہ بولی تو کیوں روتا ہے میں نے کہا دوا ایسے درد پر پڑی کہ زخم ہو گیا تھا اور دوا سے جلد اچھا ہونے لگا اُس نے کہا اگر تو سچا ہے تو پھر تو کیوں روتا ہے میں نے کہا کیا بچوں کو رونا نہیں آتا ۔ اُس نے کہا نہیں میں نے پوچھا کہ کیا وجہ اُس نے کہا رونا دل کی راحت ہوتا ہے میں نے جب یہ ان کی بات سنی تو حیرت میں ڈوب گیا اور زبان سے کچھ نہ کہہ سکا ۔

حضرت غفیرہ کا مجاہدہ

ایک شخص احمد بن علی نامی کا بیان ہے کہ:۔

"ہم نے ایک دفعہ حضرت غفیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پاس جانے کی اجازت چاہی اُنھوں نے ہم کو اجازت نہ دی۔ ہم اُن کے دروازے ہی پر پڑے رہے اور کہیں نہ ہلے جب انھیں معلوم ہُوا تو وہ دروازہ کھولنے کے لیے کھڑی ہوئیں اور یہ کہہ کر دروازہ کھولا کہ الٰہی میں تجھ سے اُس شخص سے پناہ مانگتی ہوں جو مجھ کو تیرے ذکر سے روکے ہم اندر گئے اور اُن سے کہا کہ آپ ہمارے لیے دعا کریں اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے گھر میں تمھاری ضیافت یوں کرے کہ تمھاری مغفرت فرمادے۔ پھر ہم سے کہا کہ عطائے سلمی نے چالیس سال آسمان کی طرف نگاہ نہ کی اور ایک نگاہ نے جو اُن پر خیانت کی تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور پیٹ میں کوئی پردہ پھٹ گیا کاش غفیرہ اپنا سر اُٹھائے اور نافرمانی نہ کرے اور کیا اچھا ہو کہ اگر نافرمانی کی ہے تو اُسے دوبارہ نہ کرے۔"

اقوالُ الصّالحین

بعض صالحین نے فرمایا کہ:۔

"میں ایک دن بازار گیا اور میرے ساتھ ایک حبشی لونڈی تھی

میں بازار سے علیحدہ جگہ پہ اُسے بٹھا گیا اور خود کسی کام سے بازار چلا گیا اور اُسے یہ کہا کہ جب تک میں نہ آؤں یہاں سے نہ ہلنا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہو کر آیا تو اُسے جہاں بٹھا گیا تھا وہاں نہ پایا اپنے گھر کو واپس آیا اور اُس پر نہایت غصہ تھا۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو میرے چہرے کے اثرات کو پہچان لیا اور مجھ سے کہا کہ آپ جلدی نہ کریں میری بات سُن لیں جس جگہ آپ مجھے بٹھا کر گئے تھے وہاں پر میں نے کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نہ پایا مجھے خوف ہُوا کہ یہ جگہ زمین میں دھنس نہ جائے اس لیے میں وہاں سے چلی آئی"۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے اس کی گفتگو سے تعجب ہُوا اور اُس سے کہا کہ تو آزاد ہے اُس نے کہا کہ یہ آپ نے بُرا کیا میں آپ کی خدمت کیا کرتی تھی تو مجھ کو دو ثواب ملتے تھے اَب ایک ثواب جاتا رہا۔

حضرت بریرہ کا مجاہدہ

ایک شخص ابن علائے سعدی نامی کا بیان ہے کہ:۔

"میری چچا کی لڑکی کا نام بریرہ تھا وہ عابدہ تھیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کیا کرتی تھیں جب ایسی آیت پر پہنچتیں جس میں دوزخ کا ذکر ہوتا تو خوب تر روتیں یہاں تک کہ رونے کی کثرت سے اُن کی آنکھیں جواب دے گئیں۔ اُس کے چچیرے بھائیوں نے آپس میں کہا کہ چلو انہیں کثرت گریہ کے

بارے میں ملامت کریں ہم سب مل کر اُن کے پاس گئے اور پوچھا کہ اے بریرہ تم کیسی ہو جواب دیا کہ مہمان ہوں زمین پر پڑی ہوئی ہوں اس کی منتظر ہوں کہ کب کوئی ہم کو بلائے اور ہم جائیں۔ ہم نے کہا کہ آخر یہ رونا کب تک رہے گا آنکھیں تو جاتی رہیں اُنہوں نے کہا کہ اگر میری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ بہتری ہے تو دنیا میں جو کچھ اُن میں سے جاتا رہا اس سے اُن کا کیا نقصان ہے اگر اُن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بُرائی ہے تو اس سے زیادہ روؤں گی۔ یہ کہہ کر منہ پھیر لیا لوگوں نے کہا یہاں سے چلنا چاہیئے ان کا حال کچھ عجب سا ہے ہمارے جیسا حال نہیں ہے۔"

حضرت معاذہ عدویہ کا مجاہدہ

مروی ہے کہ:۔

"جب دن نکلتا تو حضرت معاذہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتیں کہ یہ وہ دن ہے جس میں مَیں مروں گی اور شام تک کچھ نہ کھاتیں جب رات ہو جاتی تو فرماتیں کہ اس رات مروں گی اور صبح تک نماز میں مصروف رہتیں۔"

حضرت رابعہ بصریہ کا مجاہدہ

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ:۔

"میں ایک رات حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے یہاں

رہا وہ اپنی محراب میں کھڑی ہوئیں اور میں مکان کے ایک گوشے میں اور صبح تک ہم دونوں کھڑے رہے جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ جس شخص نے ہم کو اس رات کے قائم ہونے کی قوت عطا فرمائی اُس کا شکرانہ کیا ہے حضرت رابعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا اُس کا شکرانہ یہ ہے کہ دن کو اس کے لیے روزہ رکھا جائے۔"

حضرت شعوانہ کی دعا

مروی ہے کہ:۔

"حضرت شعوانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنی دُعا میں یوں کہا کرتیں الٰہی مجھے تیری ملاقات کا بہت شوق ہے اور تیرے بدلہ دینے کی بہت توقع ہے تو وہ کریم ہے کہ تیرے ہاں توقع کرنے والوں کی اُمید نہیں ٹوٹتی اور مشتاقوں کا شوق تیرے یہاں نکما ہو اگر اَب میری موت ہو اور کسی عمل نے مجھ کو تیرے قریب نہ کیا ہو تو اپنی بیماریوں کا ذریعہ گناہوں کے اقرار کو کرتی ہوں پس اگر تو معاف فرمائے گا تو تجھ سے اور کون بہتر ہے جو ایسا کرے اور اگر تو عذاب دے گا تو تجھ سے زیادہ عادل کون ہے الٰہی میں نے جو اپنے نفس کے لیے نظر کی تو اُس پر ستم کیا اب اُس کے لیے تیرا حسن نظر آرہا ہے اگر تو اس کا مطلب بورا نہ فرمائے گا تو اُس کی خرابی اور تباہی ہے۔ الٰہی تو میری تمام زندگی مجھ پر احسان کرتا رہا تو اس احسان کو موت کے بعد قطع نہ فرما اور جو شخص

میری زندگی میں میرے احسان کا ذمہ دار رہا ہے اُس سے مجھے توقع ہے کہ وصال کے وقت بھی مجھے بخش دے گا الٰہی تُو تو میری زندگی میں ہمیشہ ذمہ داری سے میرے ساتھ سلوک کرتا رہا تو وصال کے بعد میں تیرے حسن نظر سے کیسے مایوس ہونگی الٰہی اگر میرے گناہوں نے مجھے ڈرایا ہے تو جو مجھ کو تجھ سے محبت ہے اُس نے مجھے اطمینان دلایا ہے پس میرے معاملے کو اس طرح پورا فرما جو تیری شان کے لائق ہو اور اُس شخص پر بار بار اپنا فضل کر جو جہالت میں مغرور ہے الٰہی اگر تجھ کو میری رسوائی منظور ہوتی تو تو مجھ کو ہدایت نہ فرماتا اور اگر میری فضیحت مقصود ہوتی تو پردہ پوشی کیوں کرتا پس جس وجہ سے تو نے مجھے ہدایت دی اُسی وجہ سے مجھے بہرہ ور فرما اور جس وجہ سے پردہ پوشی کی اُسی طرح ہمیشہ کر۔ الٰہی مجھے گمان نہیں کہ جس مطلب میں میں نے اپنی عمر گزاری تو اُسے نامنظور فرما کر مجھے ہٹا دے گا۔ الٰہی اگر میں نے گناہ نہ کیا ہوتا تو تیرے عذاب سے کیوں ڈرتی اور اگر تیرا کرم نہ پہچانتی تو تیرے ثواب کی توقع کیوں کرتی۔"

حضرت رحلہ کا مجاہدہ

حضرت خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ:۔

"ہم حضرت رحلہ عابدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پاس گئے ان کا یہ حال تھا کہ روزہ رکھتے رکھتے سیاہ رنگ ہوگئی تھیں اور

روتے روتے اندھی ہوگئی تھیں اور نماز پڑھتے پڑھتے کمزور ہوگئی تھیں نماز بیٹھ کر پڑھا کرتی تھیں ہم نے انھیں سلام کہا اور کچھ بخشش کی دعا کے لیے کہا تاکہ اُن پر معاملہ آسان ہوجائے آپ نے سن کر ایک چیخ ماری اور فرمایا کہ من آنم کہ من دانم۔ میں اپنے نفس کا حال خود ہی جانتی ہوں اسی لیے میرا دل زخمی اور جگر پارہ پارہ ہے۔ میری یہ تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے پیدا نہ کرتا اور میرا تذکرہ دنیا میں نہ ہوتا یہ کہہ کر پھر نماز پڑھنے لگیں۔ پس اگر تم کو اپنے نفس کی نگہداشت اور حفاظت منظور ہو تو ان مردوں اور عورتوں کے حالات پر غور کرو جنھوں نے اجتہاد کیا تاکہ تمھارے دل میں یہ خواہشات پیدا ہوں اور اپنے زمانے والوں کی طرف مت دیکھنا جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

"اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تجھ کو بہلاویں
اللہ کی راہ سے۔"

صاحب اجتہاد کی بے شمار حکایات ہیں ہم نے جس قدر تحریر کی ہیں اہل عبرت کے لیے کافی ہیں اگر اس سے بڑھ کر مطالعہ کرنا چاہتے ہو تو کتاب "حلیۃ الاولیاء" کو دیکھو اس میں صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کا تذکرہ ہے اور اس کے مطالعہ سے یہ علم ہوجائے گا کہ تم اور تمھارے اہل زمانہ سب کے سب اہل دین سے بمراحل دُور ہیں پھر اگر تمھارا نفس اسی زمانہ والوں کو دیکھنا چاہے اور یہ حجت قائم کرے کہ خیر اسی

زمانے میں ہے کہ بہت سے مددگار ہیں۔ علاوہ ازیں اگر ان کی مخالفت کرتے ہو تو لوگ دیوانہ کہیں گے اور مذاق کریں گے اس لیے ضروری ہوا۔

ع باہمیں مردمان بباید ساخت

جو ان کا حال ہوگا وہی تمھارا حال ہوگا۔ مصیبت بھی ہوگی تو سب پر ہوگی۔

مثل مشہور ہے:۔

مرگ انبوہ جشنے دارد

تو نفس کی اس دلیل سے ایسا نہ ہو کہ تم دھوکا کھا جاؤ اور اُس کے مکر میں مبتلا ہو جاؤ بلکہ اُس سے یوں کہو بھلا اگر کوئی سیلاب آتا ہو جو تمام شہر کو تباہ کر دے اور لوگوں کو اُس کی حقیقت معلوم نہ ہو اس لیے وہ راہِ احتیاط پر نہ چلیں اور اپنی جگہ سے نہ ہلیں اور تمھیں اُن سے علیحدہ ہونے کی طاقت ہو کہ کشتی میں سوار ہو کر اُس سیلاب سے بچ سکتے ہو تو اُس وقت بھی تمھارے دل میں گزرتا ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد۔ اور اُس وقت تو تم اُن کی موافقت نہیں کرتے اور اُن کی احتیاط نہ کرنے کو حماقت سمجھتے ہو اور اپنے بچاؤ کی فکر کرتے ہو پس جب ڈوبنے کے ڈر سے جس کا عذاب ایک گھڑی ہے تم لوگوں کی موافقت ترک کر دیتے ہو تو پھر کیا بات ہے کہ جو دائمی عذاب ہے اُس سے گریز نہیں کرتے اور ہر وقت اُس کے مستحق ہوتے چلے جاتے ہو اور مصیبت جب عام ہوتی ہے تو اچھی معلوم ہوتی ہے یہ بھی بیان درست نہیں اس لیے کہ اہل دوزخ کو اپنی مہلت کہاں جو عام یا خاص کی جانب التفات کریں سوا اس کے دیکھو کہ کفار کو صرف ان کے اہل زمانہ کی موافقت ہی نے تباہ کیا۔ اُنھوں نے یہ بھی کہا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ
مُّقْتَدُوْنَ

”ہم نے اپنے باپ دادا ایک راہ پر پائے اور ہم انھیں
کے قدموں پر چلتے ہیں۔“

عرض کہ جب تم نفس کے عتاب کرنے میں مشغول ہو اور اُس سے اجتہاد لو اگر وہ کہنا نہ مانے تو اُس کو ملامت کرنے اور جھڑکنے سے باز نہ آؤ اور اُسے بتاتے رہو کہ یہ نافرمانی تیرے حق میں اچھّی نہیں ہے۔ پس کیا عجب ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے اپنی سرکشی سے باز رہے۔

عتابِ نفس

مقام ششم

جاننا چاہیئے کہ آدمی کا سب سے بڑا دشمن اُس کا نفس ہے جو بغل کا گھونسلا ہے وہ بدی کی طرف لگاتا ہے اور بشر کے مائل ہونے سے پیدا ہُوا ہے۔ بھلائی سے دُور رہتا ہے۔ آدمی کو اُس کے تزکیہ اور راست رکھنے، جبراً عبادتِ الٰہی میں آمادہ کرنے شہوات سے روکنے، لذّات سے علیٰحدہ رکھنے کا حکم ہُوا ہے۔ پس اگر آدمی اس کی خبر نہ لے تو سرکشی کر کے بھاگ جاتا ہے اور پھر ہاتھ نہیں آتا اور اگر اُسے دائمی طور پر عتاب کرتا رہے تو وہی نفس پھر نفس لوّامہ ہو جاتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور توقع ہے کہ آہستہ آہستہ نفس مطمئنہ ہو جائے جو زمرۂ بندگانِ خداوندی میں راضی اور مرضی ہو کر بلایا جائے گا اس لیے آدمی پر لازم ہے کہ اُس کی نصیحت اور عتاب سے کبھی بھی غافل نہ رہے اور دوسروں کو تب نصیحت کرے جب کہ پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ اے ابن مریم تو اپنے نفس کو نصیحت

کر اگر وہ نصیحت مان جائے تو پھر لوگوں کو نصیحت کر ورنہ مجھ سے شرم کر۔

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا۔

وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ

"اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو۔"

اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر اُس کی بیوقوفی اور عبادت و نادانی ثابت کر دے کہ ہمیشہ اپنی دانائی اور ہدایت کو زیادہ سمجھتا ہے اور اگر اُس کو احمق کہہ دے تو بہت ہی بُرا مانتا ہے پس اُس سے یوں کہنا چاہیئے کہ اے نفس تو کتنا بڑا جاہل ہے تُو تو کہتا ہے کہ میں حکمت ، ذکا اور دانائی میں پکا ہوں مگر بے وقوف، کم فہم تیری ہمسری نہیں کر سکتا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ جنت اور دوزخ تیرے سامنے ہیں اور ان میں سے ایک میں تو عنقریب جائے گا پھر تجھے کیا ہوا ہے کہ خوش ہوتا ہے اور کھیل میں مشغول رہتا ہے حالانکہ تجھ سے یہ بڑا کام لیا جاتا ہے شاید کہ آج یا کل تو لقمہ اجل ہو جائے اور جس کو تو دور سمجھتا ہے خدا کے نزدیک وہ قریب ہی ہو۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ جو چیز آنے والی ہوتی ہے وہ قریب ہی ہوتی ہے بعید وہ ہے جو کبھی بھی نہ آئے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ جب موت آتی ہے تو فوراً آتی ہے نہ اُس سے پہلے کوئی پیغام نہیں آتا گرمی میں آئے یا سردی میں آئے یا سردی نہیں آئے گرمی میں نہ آئے۔ جوانی میں آئے یا بچپن میں آئے۔ جوانی میں نہ آئے یا جوانی میں آئے بچپن میں نہ آئے بلکہ ہر ایک سانس میں اچانک موت کا آنا ممکن ہے اگر موت دفعتاً نہ ہو تو مرض دفعتاً ہوتا ہے جو موت پر پہنچا دیتا ہے۔ پس نامعلوم تجھے کیا ہوا ہے اس کے باوجود موت اس قدر نزدیک ہے اس کی تیاری نہیں کرتا کیا تو اس آیت کو نہیں سمجھتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ
مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ
وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ.

ترجمہ: لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے
ہیں. جب ان کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت
آتی ہے تو اُسے نہیں سُنتے مگر کھیلتے ہوئے ان کے دل کھیل میں لگے ہیں

اگر تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اس لیے جرأت کرتا ہے کہ تیرا اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ تجھ کو نہیں دیکھتا تو تُو بڑا کافر ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو تُو سخت بے حیا ہے۔ اگر تیرے سامنے تیرا کوئی غلام بلکہ تیرا کوئی بھائی ایسی بات کرے جو تجھے پسند نہ ہو تو تُو کس قدر بُرا منائے گا اور غصہ کھائے گا پھر کس جرأت سے اللہ تعالیٰ کے غصے کا معترض ہوتا ہے اور اُس کے عذاب و عقاب سے نہیں ڈرتا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اُس کے عذاب کو برداشت کر لوں گا۔ ہرگز نہیں یہ بات دل سے نکال دے اور اگر اُس کے عذاب کا امتحان کیا جائے تو سورج کی تپش کی ایک ساعت یا تیز حمام میں بیٹھ یا اپنی اُنگلی آگ سے قریب کر تا کہ تو اپنی طاقت اور حوصلہ کا اندازہ کر لے یا یہ مغالطہ ہے کہ اللہ کریم اور فضل کرنے والا ہے اس کو کسی کی طاعت کی حاجت نہیں پس اللہ تعالیٰ کے کرم پر دنیا کے کاموں میں اعتماد کیوں نہیں کرتا جب کوئی دشمن تیرا قصد کرتا ہے تو اُس کے دفع کرنے کے کیوں طریقے نکالتا ہے پھر کیوں نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اسے دُور کر دے گا یا جب کوئی دنیاوی کام تجھ پر پڑ جاتا ہے تو روپیہ پیسہ کے بغیر انجام کو نہیں پہنچتا تو اُس وقت تیری جان پر کیوں بن جاتی ہے اور اُسے حاصل کرنے میں بہت کچھ کرتا ہے اُس پر تمہارا اعتماد اللہ تعالیٰ پر کیوں نہیں رہتا کیونکہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کوئی خزانہ بتلا دے گا یا اپنے کسی

بندے کو بھیج دے گا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر کر دے گا کیا تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف آخرت ہیں ہی کریم ہے دنیا میں نہیں اور تجھے تو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دستور کو بدلتا نہیں ہے اور دنیا و آخرت کا پروردگار ایک ہی ہے اور انسان کے لیے صرف وہی ہے جو اُس نے کمایا۔ اے نفس تیرے جھوٹے دعوے اور نفاق عجیب تر ہیں اس لیے کہ تو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر تجھ پر نفاق کا اثر ظاہر ہے۔ دیکھ تیرا آقا اور تیرا پروردگار فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا

"اور کوئی پاؤں زمین پر چلنے والا نہیں مگر اللہ ہی روزی رساں ہے۔"

اور آخرت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

"اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا۔"

نتیجہ

اِن دو آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص دنیا کے اَمر کی کفالت جو خود اُس نے فرمائی ہے کہ تیری کوشش کی اُس میں کوئی حاجت نہیں اور آخرت کو بندے کی کمائی پر منحصر رکھا مگر تو نے اپنے افعال سے اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کیا کہ جس چیز کی وہ کفالت فرماتا ہے اُس پر تو مدہوشوں اور بادلوں کی طرح گرتا ہے اور اَمر آخرت کو جو تیری کوشش پر منحصر رکھا تھا اُس سے بالکل روگرداں اور حقارت کناں ہے۔ پس یہ ایمان والوں کی نشانی نہیں ہے اگر زبان سے ہی ایمان معتبر ہوتا تو منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں کیوں ہوتے۔ اے کم بخت تو محشر کے دن پر ایمان نہیں رکھتا اور گمان کرتا ہے

کہ مرنے کے بعد تجھے رہائی مل جائے گی اور تو بھاگ جائے گا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:۔

> اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی اَلَمْ یَكُ
> نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی
> فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی اَلَیْسَ ذٰلِكَ
> بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِ الْمَوْتٰی۔

"آدمی کیا خیال رکھتا ہے کہ چھوٹا رہے گا بے قید بھانہ تھا ایک بوند پانی کا جو ٹپکی پھر تھا لہو کی پھٹکی پھر اُس نے بنایا اور ٹھیک کر اُٹھایا پھر کیا اُس میں جوڑا نر اور مادہ کیا ایسا شخص نہیں کر سکتا کہ مردے زندہ کرے۔"

حاصلِ کلام

پس اگر تجھے یہی گمان ہے کہ ویسے ہی چھوڑ دیا جائے گا تو تیرے برابر اور جاہل نہیں ہیں اور تو پکا کافر ہے یہ تو سوچ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس چیز سے پیدا کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

> قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ
> نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ
> اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ۔

> "آدمی کیسا ناشکرا ہے کہ مارا جائے اُس کو کس چیز سے بنایا
> ایک بوند سے بنایا پھر اُس کا اندازہ رکھا پھر اُس کے
> لیے راہ آسان کر دی پھر اُس کو مردہ کیا پھر قبر میں رکھوایا
> پھر جب چاہا اُس کو اُٹھا نکالا"

حاصل کلام

پھر کیا تو اُسے جھوٹ سمجھتا ہے کہ جب وہ چاہے گا تجھے مرنے کے بعد اُٹھا کر کھڑا کرے گا اگر تو جھوٹ نہیں سمجھتا تو پھر احتیاط کیوں نہیں کرتا اور اگر بالفرض کوئی یہودی تجھ سے کہہ دے کہ تیرے مرض میں فلاں کھانا نقصان دہ ہے تو گو وہ تیرے نزدیک سب کھانوں سے لذیذ تر ہو مگر تو اُس سے صبر کر لے گا اور اُسے ترک کر دے گا اور جی کو کڑا کر لے گا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جن انبیاء کو معجزات عطا ہوئے ان کا قول اور اللہ تعالیٰ کا قول اُس کی آسمانی کتابوں میں تیرے نزدیک اتنا بھی نہیں کہ ایک یہودی کے قول کے برابر ہو جو بغیر کسی دلیل کے باوجود عقل و علم کے نقصان کے کہہ دیتا ہے تو اُس کا اثر تو ہوتا ہے اللہ و رسول کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا اور اُس سے عجیب تر تو یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا تجھ سے کہدے کہ تیرے کپڑوں میں ایک بچھو ہے تو بغیر اس کے کہ تو کوئی دلیل طلب کرے فوراً اپنے کپڑے پھینک دیتا ہے کیا انبیا ، علماء ، حکماء اور تمام اولیاء کا قول تیرے نزدیک اُس لڑکے کے قول سے بھی کمتر ہے جو محض نادان ہوتا ہے یا یہ کہ جہنم کی حرارت اور اُس کے طوق ، عذاب ، سینڑھ ، گرز ، پیپ ، گرم ہوا اور سانپ بچھو کو دنیا کے بچھو سے کم سمجھتا ہے جس کی تکلیف ایک دن یا اُس سے بھی کم ہوتی ہے یہ کام تو دانش مندوں کا نہیں ہے بلکہ اگر تیرا حال جانوروں پر منکشف ہو جائے تو تجھ پر اور تیری عقل پر تمسخر کریں۔ پھر اے کم بخت اگر تو ان سب پر ایمان

رکھتا ہے اور واقعی جانتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ عمل میں لیت ولعل کرتا ہے موت تو تیری گھات میں لگی ہوئی ہے کیا عجب ہے کہ مہلت نہ لینے دے اور جلدی اُچک لے تو کس وجہ سے اس سے نڈر بیٹھا ہے کہ جلدی نہیں آئے گی اور ہم نے مانا کہ تجھے سو سال کی مہلت مل جائے گی تب تو بغیر کاٹے راستہ نہیں کٹتا اور بغیر کام کیے تمام نہیں ہوتا۔ فرض کیا کہ ایک شخص فقہ حاصل کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلے اور باہر جا کر سالہا سال بیکار بیٹھا رہے اور نفس سے وعدہ کرتا رہے کہ اگلے سال حاصل کروں گا جب گھر کو جانے کے چند دن رہ جائیں گے تو تجھے اُس شخص کی عقل پر ہنسی آئے گی کہ یہ بھی عجب شخص ہے کہ ذراسی مدت میں فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا بغیر فقہ حاصل کیے فقہاء کے منصب کا طالب ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ رکھتا ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے پھر اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ عمل کے لیے آخر عمر میں سعی کرنا نافع ہے اور اُس سے درجات بلند حاصل ہوتے ہیں تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ابھی بہت طویل عمر ہے شاید کہ یہی آخری دن ہو پس اس میں عبادت نہ کرنے کے کیا معنی اگر مہلت کا پروانہ بھی مل گیا تب بھی عمل پر مبادرت نہ کرنے اور لیت ولعل کرنے کا کیا سبب ہے بجز اس کے کہ اپنی خواہشات کے خلاف کرنے سے عاجز ہے اس لیے کہ اس میں محنت ومشقت ہوتی ہے پس اگر یہ انتظار ہے کہ عبادت ایسے دن کریں جس دن کہ شہوت کی مخالفت مشکل معلوم نہ ہو تو ایسا دن اللہ تعالیٰ نے کبھی پیدا ہی نہیں کیا اور نہ ہی پیدا کرے گا۔ جنت تو جب ملے گی تو شاق باتوں سے چھپی ہوئی ملے گی اور وہ نفس پر کبھی ہلکی معلوم نہ ہوں گی اُس کا وجود تو محال ہے سوچ تو سہی کہ تو کب سے وعدہ کرتا ہے کہ کل کروں گا اور کل کل کرتے ہر ایک کل آج ہو جاتی ہے جب آج ہی نہ کیا تو کل کیا کرے گا تو یہ نہیں جانتا کہ جو کل آج ہو گی اس کا حکم گزشتہ کا ہو گیا بلکہ اصل یہی ہے کہ آج اگر عاجز ہے تو کل کو زیادہ عاجز ہو گا اس لیے کہ شہوت کی مثال جمے ہوئے درخت جیسی ہے جس کا اکھاڑنا بندے کے لیے

عبادت میں داخل ہے پس اگر سستی کی وجہ سے اسے نہ اکھاڑے اور دوسرے دن پہ اکتفا کیا تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جب آدمی طاقت ور اور جوان ہو اُس وقت درخت کے اکھاڑ نے سے عاجز ہو کر ایک سال اُسے اور رہنے دے اور جانتا ہو کہ زیادہ دیر ہونے سے درخت زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور آدمی میں بڑھاپا آجاتا ہے تو جس درخت کو جوان ہوتے ہوئے نہ اُکھاڑ سکا اُسے بڑھاپے میں بھی کبھی نہیں اکھاڑ سکے گا۔

حضرت شیخ سعدی کا فرمان

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔ ؎

درختے کہ اکنوں گرفت ست پائے
بہ نیروے مردے شخصے بر آید زجائے
دگر ہم چناں روزگارے ہلی
بگردونش از بیخ بر نگلے

جس درخت نے ابھی جگہ پکڑی ہے وہ ایک آدمی کی طاقت سے اکھڑ جاتا ہے۔

اور اگر اس کو اس طرح چھوڑ دو ایک مدت تک تو وہ گردوں چرثقیل کی طاقت سے بھی جڑ سے نہیں اُکھڑے گا۔

حقیقت یہی ہے کہ بڑھاپے کی ریاضت صرف محنت ہی محنت ہے مثل مشہور ہے کہ بوڑھے طوطے نہیں پڑھتے۔ بھیڑیے کی تادیب محض تادیب ہے۔ تر لکڑی کو جہاں سے چاہو موڑ لو اگر خشک ہو جائے گی تو اسے موڑنا دشوار ہو جائے گا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
نشود خشک جز بآتش راست

حاصل کلام

پس اے نفس اگر تو ایسی صاف صاف باتوں کو بھی نہیں سمجھتا اور تاخیر پہ مائل ہے تو پھر خود کو کیوں عاقل تصوّر کرتا ہے اس حماقت سے بڑھ کر اور کون سی حماقت ہو گی اور شاید تو یہ تقریر کرے کہ میں عمل پر اس لیے مستقیم نہیں ہو سکتا کہ شہوت کی لذت کا حریص ہوں اور تکلیف و مشقت پر صابر ہونا مشکل ہے تو یہ کمال درجے کی حماقت اور جاہلوں جیسا عذر ہے اس لیے کہ اگر یہ تیری بات سچّی ہے تو ایسی شہوات کا طالب کیوں نہیں بنتا جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پاکیزہ اور تمام کدورتوں سے خالی ہوں اور وہ جنت کے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتیں۔ اگر حقیقت میں تو شہوت ہی کا حریص ہے تو یہ حرص اسی طرح ختم ہو سکتی ہے کہ تو دنیا دی شہوت کی مخالفت کرے ورنہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک لقمہ کی وجہ سے آدمی بہت سے لقموں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اور ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی مریض کو کوئی حکیم کہے کہ تین دن ٹھنڈا پانی نہ پینا تاکہ تو صحت یاب ہو جائے اور پھر تمام زندگی پیتے رہنا اور یہ بھی کہہ دے کہ اگر اس تین دن کی مدت میں پانی پیو گے تو کسی سخت مرض میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تمام عمر کا پینا ترک ہو جائے گا تو اس صورت میں مقتضائے عقل اُس بیمار کے لیے کیا ہے کیا تین دن صبر کر کے تمام عمر عیش میں گزارے یا اُسی وقت اپنی خواہش پوری کرے کہ مجھ سے تین دن صبر نہ ہو سکے گا اور خواہش کی مخالفت کی تکلیف برداشت کرنا مشکل ہو گی گو اس کے بعد تین سو دن یا تین ہزار دن برداشت کرنی پڑے۔ اب اگر تمام عمر کو اہل جنت کی آسائش کی مدّت اور اہل دوزخ کے عذاب کے ساتھ نسبت کر کے دیکھو یعنی زندگی کے دنوں کو ہمیشہ کی طرف نسبت کرو تو جو نسبت تین دن کو ہے تمام عمر کی طرف اُس سے بھی وہ کم ہی ہو گی گو آدمی کی عمر کتنی ہی بڑی ہو کیونکہ پہلی صورت کی نسبت محدود چیز کیطرف ہے اور لا انتہا شے کی طرف جو واقع میں کچھ بھی نہیں اور دوسری صورت

میں محدود کی نسبت دوسری محدود چیز کی طرف ہے یہ خواہ مخواہ بڑی ہو گی اور یہ تو کوئی بتائے کہ شہوات سے صبر کرنے کی تکلیف سخت اور اُس کی مدت بڑی ہے - یا دوزخ میں رہنے اور آگ کی تکلیف سہنے کی مدت زیادہ ہے ۔ پس جو شخص مجاہدے کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تکلیف کو کس طرح برداشت کرے گا۔ پس جو اپنے نفس پر شفقت کرنے میں سُستی کرتا ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ مخفی طور پر کافر ہے یا علانیہ بیوقوف ہے ۔

کُفرِ خفی کیا ہے ؟

کفرِ خفی یہ ہے کہ حساب کے دن پر ایمان کمزور ہو اور عذاب وثواب کی مقدار کو بُرا نہ سمجھتا ہو ۔

علانیہ بیوقوفی

علانیہ بیوقوفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کرم اور عفو پر اعتماد ہو اور اُس کی ان باتوں پر التفات نہ ہو کہ وہ عذاب دینے کے لیے مہلت بھی دیتا ہے اور تیری عبادت کی اُسے کچھ بھی پرواہ نہیں پھر بھی اس کے باوجود روٹی کے لقمے میں یا مال کے بارے میں یا خلق سے کسی کلمے کے سننے میں اللہ تعالیٰ کے کرم پر اعتماد نہیں کرتا بلکہ جتنے حیلے حاصل کرنے کی غرض کے لیے اسباب میں ہوں سب کو استعمال میں لاتا ہے اسی جہالت کی وجہ سے بارگاہِ نبوی سے تجھ کو حماقت کا لقب عطا ہوا ہے ۔

ارشادِ نبوی

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُرشاد فرمایا :

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ
وَالْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى
عَلَى اللّٰهِ الْاَمَانِيَّ ۔

”دانا وہ ہے کہ اُس کا نفس مطیع ہو اور موت کے بعد کے
لیے عمل کرے اور احمق وہ ہے کہ اپنے نفس کو اُس کی
خواہشات کا تابع کرے اور اللہ تعالیٰ سے آرزوؤں کی
تمنا کرے۔“

حاصل کلام

اے کم بخت دنیا کی زندگی پر غرور نہ کر اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی شے سے مغالطہ کر تو اپنی فکر خود کر دوسرے کی طرف مت خیال کر، اپنے وقت کو غنیمت جان کہ چند گنتی کے سانس ہیں جب ایک سانس چلا جاتا ہے تو تجھ میں کمی آجاتی ہے بیمار ہونے سے پہلے تندرستی کو غنیمت جان اور شغل سے پہلے فراغت کو غنیمت جان، مفلسی سے پہلے تونگری کو غنیمت جان، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت جان، موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان، اور جب تک تو آخرت میں رہے اُسی قدر اُس کی تیاری کر۔ دنیا میں بھی تُو تو اُسی طرح کرتا ہے کہ جتنی مدت جاڑے کی ہوتی ہے اُتنے ہی دنوں کا سامان کیا کرتا ہے کہ غذا، لباس اور لکڑیاں وغیرہ لازمی اشیاء کو جمع کر لیتا ہے اور اُن میں سے کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کے کرم پر تکیہ نہیں کرتا کہ وہ خود اپنے فضل سے سردی کی تکلیف جبہ کے بغیر اور لکڑی وغیرہ کے دفع کر دے گا حالانکہ وہ ان سب اُمور پر قادر ہے تو پھر کیا تجھے یہ گمان ہے کہ جاڑوں کی سردی کی نسبت۔ جہنم کے زمہریر میں سردی کم ہو گی یا تھوڑے دن رہے گی یا یہ گمان

ہے کہ وہاں کے زمہریر سے کچھ کیے بغیر نجات ہو جائے گی یہ بات دل سے نکال دے بلکہ جیسی جاڑے کی سردی بغیر لبادے اور آگ اور دوسرے لوازمات کے نہیں جاتی اسی طرح جہنم کی حرارت و برودت بھی بغیر گدڑی توحید اور طاعت کے خندقوں کے نہیں جاتی اور یہ کیا اللہ تعالیٰ کا کرم کم ہے کہ تجھے قلعہ میں بند ہونے کا طریقہ بتلا دیا اور تیرے لیے اُس کا سامان فراہم کیا جس طرح جاڑے کی سردی کو دفع کرنے کے لیے آگ کو پیدا کیا اور اُس کے نکالنے کا طریقہ پتھر اور لوہے وغیرہ سے بتلا دیا تاکہ تو خود سردی کو اپنے سے ٹال سکے اُس کا کرم اُسی ہی میں نہیں ہے کہ قلعہ کے بغیر تجھ سے عذاب دور کردے یا لازمی ظاہری اسباب کے بغیر سردی و گرمی کو ٹالے رکھے اور جس طرح کہ لکڑیوں کا خریدنا اور جبہ وغیرہ کا لینا اللہ تعالیٰ کے کام سے نہیں ہے وہ ان سب سے بے پرواہ ہے بلکہ ان سب چیزوں کو تیرے آرام کے لیے بنایا ہے اسی طرح جس قدر طاعات اور مجاہدات ہیں وہ ان سے بھی مستغنی ہے یہ سب چیزیں تیری نجات کے لیے ہیں۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

من نکردم امر تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

ترجمہ: میں حکم نہیں کرتا جب فائدہ نہیں کرتا بلکہ میں بندوں پر سخاوت کرتا ہوں۔

حاصل کلام

پس جو کوئی اچھا کرے گا وہ اپنے لیے اور بُرا کرے گا تو اپنے لیے اللہ تعالیٰ سب سے بے پرواہ ہے۔

اے نفس اپنی جہالت چھوڑ اور آخرت کو دنیا پر قیاس کر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ

"تم سب کا بنانا اور مرے پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ

"جیسا سرے سے بنایا پہلی بار پھر اُس کو دہرائیں گے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ

"جیسا تم کو پہلے بنایا دوسری بار ہو گے۔"

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے طریقہ اور عادت میں کچھ تغیر و تبدل نہیں۔ اے کم بخت میں تو تجھے دنیا ہی سے مالوف و مانوس دیکھتا ہوں اسی جہت سے اُس کی جدائی تجھ پر شاق ہے تو اُس سے نزدیک ہوتا جاتا ہے اور اپنے نفس سے اُس کی دوستی مضبوط کرتا جاتا ہے تو جان لے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ثواب و عذاب اور احوال قیامت اور وہاں کے حالات سے غافل ہے اور اسی جہت سے تجھے موت پر ایمان و یقین نہیں کہ اُس سے تیرے اور تیرے دل کی پسند کی ہوئی چیزوں میں جدائی ہو گی بھلا بتا تُو کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کے گھر میں جائے اس لیے کہ دوسرے دروازے سے نکل جائے اور اُس میں عمداً کسی خوب صورت پر نظر ڈالے کہ تمام دل اس کی طرف مصروف ہو جائے گا اور آخر پر اُس کی جدائی ضرور ہو گی تو ایسا شخص عقلمند ہو گا یا کہ نادان ہو گا۔ دنیا مالک الملوک کا گھر ہے اور تجھے صرف اس میں صرف گزرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ اس سے سفر کرنے والوں کے ساتھ نہیں جاتیں موت کے بعد دنیا میں ہی رہتی ہیں

ارشاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا :۔

اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَحْبِبْ
مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ وَاعْمَلْ مَا
شِئْتَ فَاِنَّكَ مَجْزِیٌّ بِهٖ وَعِشْ مَاشِئْتَ
فَاِنَّكَ مَیِّتٌ۔

”جبریل نے یہ میرے دل میں بات پھونک دی ہے کہ جس چیز سے تو چاہے محبت کر اُس سے جدا ضرور ہوگا اور جو چاہے عمل کر اُس کی جزا ضرور ملے گی اور جتنا چاہے زندہ رہے مرنا ضروری ہے۔“

حاصل کلام

کیا تو جانتا نہیں کہ جو شخص دنیا کی طرف التفات کر کے اُس سے مانوس ہوتا ہے اس کے باوجود کہ موت اُس کے پیچھے ہے تو جب اُس کو چھوڑتا ہے بہت سی حسرت لے جاتا ہے اور اپنا توشہ زہر قاتل کرتا ہے اور وہ خود نہیں جانتا اور پہلے لوگوں کا حال نہیں دیکھتا کہ کس قدر عالی شان مکان تعمیر کر کے چھوڑ کر چلے گئے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

ترجمہ :۔ جو شخص بھی بنا آیا اس نے نئی عمارت بنائی مر گیا اور عمارت دوسروں کے لیے خالی کر گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کی زمین اور اُن کے ملک پر ان کے دشمنوں کو کیسے وارث بنا دیا ہے یہی دیکھ لے کہ جو چیز اُن کے کھانے کی نہیں اُسے کیونکر جمع کرتے ہیں اور جس مکان میں رہتے نہیں اُسے کیوں بناتے ہیں اور توقع ایسی کرتے ہیں جو اُن کو ملتی نہیں۔ ہر ایک شخص آسمان کی طرف اُونچا مکان بناتا ہے اور اُس کے رہنے کی جگہ یعنی قبر زمین کے اندر ہوگی تو بتاؤ کہ دنیا میں حماقت اور کم عقلی اس سے زیادہ اور کیا ہوگی۔ کوئی اپنی دنیا کو آباد کرتا ہے حالانکہ اُس سے سفر ضرور کرے گا کوئی اپنی آخرت خراب کرتا ہے حالانکہ اُس کی طرف ضرور جائے گا۔ پس اے نفس تجھے ان احمقوں کی حماقت میں موافقت کرنے سے شرم نہیں آتی اب فرض کیا کہ تو اہل بصیرت میں سے نہیں کہ یہ باتیں جانے بلکہ سرشت ہی سے چاہتا ہے کہ کسی کی موافقت کرے اور کسی کی اقتدا کرے تو اس صورت میں انبیاء، علماء، حکماء کی عقل کو اور اُن لوگوں کی عقل کو جو دنیا میں اوندھے منہ گرے ہوئے ہیں مقابلہ کر۔ اگر تو خود کو عقلمند سمجھتا ہے تو ان میں سے جو تیرے نزدیک عقلمند ہوں ان کی اتباع و اقتدا کر۔ اے نفس تیرا عجب حال ہے اور بہت سخت جہالت اور ظاہر میں سرکشی۔ تعجب ہے کہ تو ان صاف اور کھُلی باتوں سے اندھا بن رہا ہے شاید کہ مال و دولت کی محبت سے تیری آنکھوں میں چربی چھا گئی ہے تجھے یہ نہیں سوجھتا کہ مال و دولت صرف بعض لوگوں کے میل کرنے کا نام ہے تو فرض کیجئے کہ جتنے لوگ روئے زمین پر ہیں سب تجھے سجدہ کرتے ہیں اور کہا مانتے ہیں پھر کیا تُو یہ نہیں جانتا کہ پچاس یا سو سال کے بعد نہ تو پردۂ زمین پر رہے گا نہ وہ جنہوں نے سجدہ کیا تھا اور تیری اطاعت تھی اور پھر ایک وقت آئے گا کہ جس میں نہ تیرا ذکر رہے گا اور نہ ہی اُن اشخاص کا ذکر رہے گا جو تیرا ذکر کرتے تھے جیسے تجھ سے پہلے بادشاہوں کا حال ہُوا کہ اب کہیں بھی کسی کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ پس ایسی چیز جو دائمی طور پر رہے اُسے ایسی چیز کے بدلہ میں جو پچاس یا سو سال رہے تو کیسے بیچتا ہے اور جاہ بھی اس صورت میں کہ تو زمین

کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ہو اور مشرق و مغرب تیری اطاعت کریں اور اُس کے جمیع لوازم تیرے پاس موجود ہوں اور جس صورت میں کہ تو اپنے ادبار و نحوست سے کسی محلے کا کیا اپنے گھر کا مالک نہ ہو تو اُس صورت میں آخرت کو چھوڑنا بہت بڑی حماقت ہے پھر اگر آخرت کی رغبت کی وجہ سے تجھ سے دنیا نہیں چھوٹتی اس لیے کہ تو جاہل ہے اور بصیرت نہیں رکھتا تو یہی خیال کر کے چھوڑ دے کہ دنیا کے شریک خسیس ہیں اور اس میں بہت سی مشقت کرنی پڑتی ہے اور جلد فنا ہو جاتی ہے جب کہ بہت سی دنیا نے تجھے چھوڑا ہُوا ہے تو تُو اس میں سے تھوڑی دنیا کو کیوں نہیں چھوڑتا یعنی اگر تیرے پاس کثرت سے مال نہیں آتا تو تھوڑے کو خود مت لے اور اگر دنیا تیرے موافق ہو تو تُو خوش کیوں ہوتا ہے تیرے شہر ہی میں بہت سے لوگ کافر ہوں گے جو دنیا میں تجھ سے بڑھ کر ہونگے اور اُن کے پاس اُس کی لذت و زینت تجھ سے زیادہ ہو گی پس دنیا پر افسوس ہے جس پر یہ خسیس لوگ تجھ سے زیادہ ہوں اور تُو چونکہ انبیاء اور صدیقین مقربین کے زمرے میں رہنے اور اللہ تعالیٰ کے ہمسایہ میں رہنے سے منہ پھیر کر ان جاہلوں کی جماعت میں جوتیوں کے پاس رہنا اختیار کرتا ہے اور وہ بھی چند دنوں کے لیے تو معلوم ہُوا کہ تو بہت بڑا جاہل، ہمت کا خسیس، عقل کا کچا ہے نہ ہی دنیا ملی نہ ہی دین ملا۔ اے کم بخت اب تو سبقت کر کہ تو موت کے منہ میں ہے موت نزدیک آ گئی ہے اُس کا پیغام بھی آ گیا ہے اب جو کچھ کرنا ہے کر لے۔ تیرے بعد نہ کوئی تیری طرف سے نماز پڑھے گا اور نہ روزہ رکھے گا اور نہ ہی تیرے لیے اللہ تعالیٰ کو راضی کرے گا۔ اے کم بخت اب تیری زندگی کے چند دن باقی ہیں اور یہی تیرا سرمایہ ہے بشرطیکہ تو اس میں تجارت کرے۔ زیادہ سرمایہ تو ضائع کر چکا ہے اگر تمام عمر برباد گزرے ہوئے زمانے پر روئے گا تب بھی کم ہے اور اگر عادت پر اصرار کر کے باقی عمر کو بھی تلف کر دے گا تو کیا حال ہو گا۔ تو نہیں جانتا کہ تیری موت وعدے کی جگہ ہے

اور قبر تیرا گھر اور مٹی تیرا بستر اور کیڑے تیرے انیس اور اندھیرا تیرا جلیس ہے اور قیامت کا خوف اکبر سامنے لگا ہُوا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ مردوں کا لشکر شہر کے دروازے پر تیرا منتظر ہے اُنھوں نے اپنے اُوپر گاڑھی قسمیں دے رکھی ہیں کہ تجھے ساتھ لیے بغیر نہ ملیں گے کیا تو یہ نہیں جانتا کہ وہ سب تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہمیں ایک دن ملے جو دنیا میں جا کر اپنی غلطیوں کا تدارک کرے اور تجھے یہ بات حاصل ہے اگر تو اپنی عمر کا ایک دن تمام دنیا کے بدلہ میں ان کے ہاتھ بیچ دے تو وہ انھیں ہزاروں خوشیوں میں خرید لے بشرطیکہ اُن میں قدرت ہو اور تو اپنے دنوں کو یوں غفلت اور بیکاری میں تلف کر رہا ہے۔ ہائے کم بخت تجھے ذرا بھی شرم نہیں اپنے ظاہر کو تو خلق کے لیے سنوارتا ہے اور باطن میں بڑے بڑے گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے لڑتا ہے مخلوق سے تو شرم ہے اور خالق سے شرم نہیں وہ تجھ کو مخلوق کی نسبت سے بھی کم دیکھتا ہے۔ لوگوں کو تو تُو خیر کے لیے حکم کرتا ہے اور خود ایسی بُری باتوں میں آلودہ ہے۔ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور خود اُس سے بھاگتا ہے۔ دوسروں کو اُس کی یاد دلاتا ہے اور خود اُسے بھولا ہُوا ہے۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ گناہ گار پاخانہ سے زیادہ بدبودار ہوتا ہے اور پاخانہ دوسروں کو پاک نہیں کر سکتا تو جب تیرا باطن پاک نہیں تو پھر تُو دوسروں کو پاک کرنے کی طمع تیرے لیے لاحاصل ہے اے کم بخت اگر تو خود کو جیسا چاہیے ویسا پہچانے تو تُو یہی گمان کرے کہ جس قدر لوگوں پر مصائب آتے ہیں وہ سب کے سب تیری نحوست کی وجہ سے آتے ہیں تیرا بُرا ہو تو تُو شیطان کا گدھا بن گیا ہے کہ جہاں چاہتا ہے وہاں تجھے لیے پھرتا ہے اور تیرے ساتھ مذاق کرتا ہے اور اس لیے کہ تو اپنے پر شیخی کرتا ہے حالانکہ اس میں اس قدر مصیبتیں ہیں کہ اگر اُن سے بالکل بچا رہے تو کچھ نفع پائے اور تو بہت سی خطاؤں کے باوجود بھی اپنے عمل پر اس قدر شیخی کیوں کرتا ہے کیا تو دیکھتا نہیں

کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی دو لاکھ سال عبادت کی تھی مگر ایک خطا کے سبب ملعون ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے راندہ گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نبی اور صفی اللہ ہونے کے باوجود ایک لغزش کے سبب جنت سے نکال دیئے گئے۔ ہائے کم بخت تو کس قدر غدار اور بے حیا ہے اور کتنا بڑا جاہل اور کتنا بڑا گناہگار اور اپنے انجام سے کس قدر بے خبر۔ اے کم بخت کب تک معاملے کو بنا کر بگاڑے گا اور کس قدر عہد کر کر توڑے گا۔ کیا اتنی خطاؤں پر بھی دنیا کو آباد کرتا ہے کہ گویا اس سے سفر نہ کرے گا۔ اہل قبور کے حال پر کیوں غور نہیں کرتا کہ اُنھوں نے کثرت سے مال جمع کیا تھا اور عالی شان مکان بنوائے تھے اور بڑی بڑی توقع رکھتے تھے سب کے سب تباہ ہو گئے اور ان کے گھر ویران اور توقع دھوکے کی ٹٹی ہو گئی۔ نہ وہ ناز و نعمت رہی اور نہ ہی وہ جاہ و حشمت رہی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خاک اُن کا بستر ہے اور سر کے نیچے پتھر ہے
آہ وہ شکلیں پیاری پیاری کیسے چاؤ سے پلیاں تھیں

حاصل کلام

کیا تجھے ان کے حال سے عبرت نہیں ہوتی، کیا تو ان کے حال کا مشاہدہ نہیں کرتا تو یہ گمان کرتا ہے کہ آخرت میں وہی بلائے گئے ہیں تو ہمیشہ دنیا میں رہے گا اگر تیرا یہ خیال ہے تو بہت بیہودہ خیال ہے۔ جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب سے تو اپنی عمر کی دیوار گراتا جا رہا ہے اور تو روئے زمین پر اپنا مکان بناتا ہے اور دنوں میں زمین کا پیٹ تیری قبر ہو گی۔ کیا تجھے خوف نہیں کہ جب تیری جان گلے میں اٹکے گی اور تیرے مالک کے بھیجے ہوئے تیرے پاس سیاہ

رنگ اور ترش رو ہو کر آئیں گے اور عذاب سنائیں گے تو اُس وقت اگر تو ندامت کرے گا تو کچھ فائدہ نہ ہو گا یا کوئی تیرا درد سنے گا یا تیرے رونے پر کسی کو ترس آئے گا اور عجب یہ ہے کہ اس کے باوجود بھی تو بصیرت اور دانائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا دانائی کی یہی بات ہے کہ تو ہر روز اپنے مال کے بڑھ جانے سے خوش ہو اور عمر کے کم ہونے کا غم نہ کرے۔ اگر عمر کم ہوئی اور مال زیادہ ہُوا تو ایسے مال کا کیا فائدہ۔ اے کم بخت تو آخرت سے روگرداں ہے اور وہ تیری طرف آتی ہے اور تو دنیا کی طرف متوجہ ہے اور وہ تجھ سے روگرداں اور تو اپنی آنکھ سے اپنے بہت سے بھائیوں اور قریبیوں کو دیکھتا ہے کہ اُنہوں نے جس آنے والی چیز کی توقع کی پوری نہ ہوئی تو جو کام کل پر چھوڑا وہ نہ ہو سکا اور مرتے دم تک حسرت کرتے چلے گئے مگر تو اپنی جہالت سے باز نہیں آتا۔ اے نفس اُس دن سے خوف کر کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جس بندے کو میں نے امر و نہی کی ہے اُس کے اعمال کے بارے میں اُس سے ضرور پوچھا جائے گا۔ چھوٹا بڑا، ظاہر و باطن بغیر پوچھے کچھ نہیں چھوڑوں گا۔ اب تمھیں سوچنا چاہیئے کہ بارگاہ الٰہی میں کونسا منہ لے کر کھڑا ہو گا اور کونسی زبان سے جواب دے گا۔ سوال کے لیے تیّار ہو جا جواب باصواب مہیا کر اور بقیہ عمر کے جو چھوٹے چھوٹے دن ہیں ان میں بڑے دنوں کے لیے عمل کر۔ اس فانی گھر، غم کے گھر اور باقی رہنے والے گھر اور ہمیشہ رہنے والے گھر کے لیے کچھ کر۔ قبل اس سے کہ تو بیکار ہو جائے اور دنیا میں با اختیار قابل اعتماد آدمیوں کی طرح نکل جا اس سے پہلے کہ اُس سے زور سے نکالا جائے اور اگر دنیا کی تر و تازگی تیری ساعدت کرے تو اُس سے خوش مت ہو اس لیے کہ خوشی کرنے والا زیادہ تر نقصان اُٹھاتا ہے اور بہت سے نقصان اُٹھانے والے اپنے نقصان سے بے خبر رہتے ہیں۔ پس اُس شخص کے لیے خرابی ہے —— جو اپنی خرابی سے بے خبر ہو پھر اُس پر ہنسے اور خوش ہو اور کھیلے، ٹھٹھا کرے، کھائے پیئے حالانکہ قرآن مجید قرآن حمید یعنی لوح محفوظ

میں وہ آگ کی چھپٹیوں میں مندرج ہو۔ اے نفس اَب تجھے چاہیئے کہ دنیا کی طرف جب نگاہ کرے تو عبرت کی نگاہ کرے اور اس کے لیے مجبوروں کی طرح کوشش کرے اور اُسے با اختیار خود ترک کرے اور آخرت کی طلب میں سبقت کرے اور ایسے لوگوں میں مست ہو کہ جس قدر اُن کو ملا ہے اس کا شکر کرنے سے تو رہے اور باقی عمر میں اور زیادتی کے خواہاں ہیں۔ لوگوں کو روکتے ہیں خود باز نہیں آتے۔ اے نفس یاد رکھ کہ دین و ایمان کا کچھ عوضانہ نہیں اور نہ ہی جسم کا کوئی خلیفہ ہے پس جو شخص رات دن کے ابلق گھوڑے پر سوار ہے وہ اُسے لیے چلا جاتا ہے گو وہ خود نہ جائے اَب تو میری نصیحت مان کہ جو کوئی نصیحت سے منہ موڑتا ہے وہ آگ پر راضی ہوتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ تو آگ سے خوش ہو یا اس نصیحت پر کان لگائے۔ پس اگر دل کی سختی نصیحت کے قبول کرنے کو مانع ہو تو اُسے دائمی تہجد پڑھنے اور رات کو جاگنے سے دُور کر اور اگر اس تدبیر سے دور نہ ہو تو دائمی طور پر روزہ رکھ اور اس سے بھی نہ جائے تو ملاقات اور گفتگو کم کر اور یہ بھی مفید نہ ہو تو ہمسایوں سے سلوک اور یتیموں کی خدمت کیا کر اگر یہ کام بھی نہ ہو سکے تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر مہر لگا کہ تالا لگا دیا ہے اور گناہوں کی تاریکی دل کے ظاہر و باطن پہ اچھی طرح چھا گئی ہے۔ پس خود کو دوزخی تصور کر۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا اور کچھ لوگوں کو اس کے لیے پیدا کیا

ہر ایک شخص سے وہی کام ہو جاتا ہے

جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے اگر تمھارے پاس نصیحت سننے کی گنجائش نہیں ہے تو اپنے نفس سے نا اُمید ہو اور نا اُمید ہونا ہی سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے اس لیے کہ نا اُمید تو ہو نہیں سکتا اور رجا کی بھی کوئی صورت نہیں بلکہ مغالطہ کھاتا ہے جب نہ نا اُمیدی بن سکتی ہے اور نہ ہی رجا تو یہ دیکھ کہ جس مصیبت میں تو مبتلا ہوا ہے اُس پر تجھ کو غم ہوتا ہے یا نہیں اور اپنے نفس پر ترس کھا کر کوئی آنسو

آنکھ سے گرتا ہے یا نہیں اگر گرتا ہے تو آنسوؤں کا منبع بحرِ رحمت میں سے ہے۔ اس کا پتہ چلا کہ ابھی تجھ میں رجا کی باقی جگہ ہے اس صورت میں نوحہ اور گریہ زاری پر مواظبت کر۔ اور ارحم الراحمین سے فریاد کر اور اکرم الاکرمین کے سامنے شکایت کر۔ وہ نہ ہی تیری فریاد اور زاری سے ملول ہوگا اور نہ ہی تو شکایت سے پیچھے ہٹ۔ وہ تیری کمزوری پر رحم فرمائے اور تیری فریاد کو پہنچے اس لیے کہ تیری مصیبت تو بڑھ گئی اور مصیبت سخت ہو گئی اور نافرمانی کے اصرار حد سے بڑھ گئے اور کوئی بھی حیلہ باقی نہ رہا نہ کوئی سبب نہ کوئی وسیلہ تیرے پاس ہے تو اَب ٹھکانہ، راستہ، مقصد، گریہ کی جگہ، فریاد کا مقام، ملجاو ماوا سوا اس عالی سرکار کے کہیں نہیں اس کے سامنے گریہ و زاری کر اور دھاڑیں مار اور اپنے تضرع میں اس قدر خضوع کر جس قدر تجھ میں جہالت اور گناہوں کی کثرت ہے اس لیے کہ وہ ذلیل اور آہ و زاری کرنے والے پر رحم فرماتا ہے اور شیفتہ کے طالب کی فریاد کو پہنچتا ہے اور مضطر کی دعا کو مقبول بناتا ہے آج تو اُس کی طرف مضطر ہے اور اُس کی رحمت کا محتاج ہے اس لیے تم پر تمام راستے تنگ ہو گئے اور تمام حیلے ختم ہو گئے۔ تدبیریں بند ہو گئیں۔ نہ نصیحت نے تجھ میں تاثیر کی اور نہ ہی توبیخ نے تجھے ملائم کیا اَب جس سے طلب کرتا ہے وہ کریم ہے، سخی ہے اور جس سے فریاد کرتا ہے وہ رؤف اور رحیم ہے اُس کی رحمت وسیع اور کرم عام اور بخشش شامل ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یا رب خلاف اَمر تو بسیار کردہ ایم
اُمید ہست از کرمت عفو ما مضی
چشم گناہ گار بود بر خطائی خویش
ما را ز غایت کرمت چشم بر عطا
یا رب بلطف خویش گناہاں ما بپوش
روزے کہ راز ہا فتد از پردہ بر ملا

ہموارہ از تو لطف خداوندی آمدہ است
وز ما چنانکہ درخور ما فعل ناسزا
عدلست اگر عقوبت ما بے گنہ کنی
لطف ست اگر کشی قلم عفو بر خطا
دلہائے خستہ راز کرم مرہمے فرست
اے اسم اعظمت در گنجینۂ شفا
دلہائے دوستاں تو خون میشود ز خوف
باز از کمال لطف تو دل میدہد رجا
گر خلق تکیہ بہ عمل خویش کردہ اند
ما را بس ست رحمت و فضل تو متکا
یا رب قبول کن بہ بزرگی و لطف خویش
آں را کہ رد کنی نبود ہیچ ملتجا

اقتداءِ آدم علیہ السلام

اس امر میں حضرت آدم علیہ السلام کی اقتدا کر۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ:

”جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنّت سے زمین پر اُتارا تو یہ یہاں اس طرح رہے کہ آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے اللہ تعالیٰ نے ساتویں دن اُن پر نظرِ عنایت سے دیکھا کہ وہ رنجیدہ خاطر، اندوہ گیں غصہ پیے سر نیچے کیے ہوئے ہیں، اُن پر وحی بھیجی کہ اے آدم اتنی کوشش جو تو کرتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ عرض کیا الٰہی میری مصیبت بڑھ گئی اور گناہوں نے مجھے گھیر لیا۔ عالمِ ملکوت سے نکالا گیا اور اُس کرامت کے بعد اس ذلت کے مقام میں آیا اور سعادت سے نکل کر بدبختی میں پڑا، راحت کے بعد دارِ مصیبت میں پھنسا عافیت کے بعد اس بلا میں مبتلا ہوا، اس دوام و بقا کو چھوڑ

> کہ اس موت اور نیستی کے گھر میں آیا تو اپنی لغزش پر کیوں نہ روؤں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم کیا میں نے تجھے اپنے لیے برگزیدہ نہیں کیا تھا اور تجھے اپنے گھر میں نہیں اُتارا تھا اور اپنی کرامت سے ممتاز نہیں کیا تھا اور تجھ میں اپنی روح نہیں ڈالی تھی اور تجھ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کرایا تھا پھر تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی اور میرے عہد کو بھول گیا اور میرے غصہ پر معترض ہُوا۔ قسم ہے اپنی عزت وجلال کی کہ اگر میں زمین کو ایسے لوگوں سے بھر دوں کہ سب کے سب تجھ جیسی عبادت کریں اور میری تسبیح کریں اور پھر میری نافرمانی کریں تو انھیں گناہگاروں کے مقام میں اُتار دوں گا۔ یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام تین سو سال تک روئے۔"

حضرت عبیداللہ بجلی رحمۃ اللہ علیہ بہت رویا کرتے اور حالت گریہ میں تمام رات یہ کہا کرتے کہ:

> "الٰہی میں وہ ہوں کہ جتنی میری عمر بڑھی اتنے ہی میرے گناہ زیادہ ہوئے۔ میں وہ ہوں کہ جب ایک گناہ کے چھوڑنے کا قصد کیا تبھی میرے سامنے دوسری خواہش نفس ہو گئی ہائے عبید تیری خطا پُرانی بھی نہ ہونے پائی کہ تو دوسری کا طالب ہوا۔ آہ عبید اگر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہو تو تُو کیا کرے گا۔ وائے عبید اگر گرز تیرے سر کے لیے بنتے ہوں۔ ہائے عبید طالبوں کے تو مطلب پورے ہوئے مگر شاید تیری حاجت پوری نہ ہو۔"

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ :

"میں نے ایک رات کوفہ میں ایک عابد کو سُنا جو اپنے رب سے مناجات کر رہا تھا اور یہ کہتا تھا کہ الٰہی قسم ہے تیری عزت کی کہ تیری نافرمانی سے میری غرض یہ نہ تھی کہ تیری مخالفت کروں اور نہ اس جہت سے گناہ کیا کہ میں تیرے مقام سے واقف نہیں تھا یا اپنے نفس کو تیرے عذاب میں پیش کیا چاہتا تھا یا تیرے دیکھنے کو کچھ حقیر جانتا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میرے نفس نے ایک چیز کو میری نظروں میں اچھا کر دیا اور میری نحوست نے اس بات میں تائید کی اور تیری پردہ پوشی جو میرے اُوپر رہتی ہے اُس نے مجھے مغالطہ میں ڈالا تو میں نے اپنی جہالت کی وجہ سے تیری نافرمانی کی اور اپنے فعل سے تیری مخالفت کی۔ اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا۔ اور اگر تو میری رسی منقطع کر دے گا تو میں کس کی حبل متین کو پکڑوں گا بڑی خرابی کی بات ہے کہ جب کل کو سب تیرے سامنے کھڑے ہوں گے اور ہلکے پھلکے لوگوں کو کہا جائے گا کہ تم گزر جاؤ اور بھاری بوجھ والوں کو حکم ہوگا کہ اُتر جاؤ تو میں ہلکوں کے ساتھ ہو کر پار ہو جاؤں گا یا بھاری لوگوں کے ساتھ میں نیچے اُتار دیا جاؤں گا۔ ہائے افسوس جتنی عمر بڑھی اور سال زیادہ ہوئے اتنے ہی گناہ زیادہ ہوئے اب میں کہاں تک توبہ کروں گا اور کب تک انہیں دوبارہ کرتا جاؤں گا کیا وہ وقت نہیں آیا میں اپنے پروردگار سے شرم کروں۔"

غرض کہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں کی مناجات کا طریقہ اس طرح تھا اور یوں اپنے نفوس کو عتاب کیا کرتے تھے اور ان کا مناجات سے مطلب یہ ہوا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنا اور عتاب نفس سے مقصود تنبیہہ اور رعایت نفس تھا۔ پس جس شخص نے عتاب اور مناجات نہ کی اُس نے اپنے نفس سے رعایت نہیں کی اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اُس سے راضی نہ ہو۔ اوّل اور آخر اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم پرؐ درود و سلام ہو۔

تمّت

ادارہ ضیاء القرآن کی طرف سے بچوں کیلئے

سبق آموز کہانیاں

امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن	مؤلف:۔ محمد اسلم فراق
دس اسلامی کہانیاں بچوں کیلئے	مصنف:۔ محمد اسلم فراق

فارسی ادب کی شاہکار کتب سے ماخوذ دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں بچوں اور بڑوں کیلئے یکساں مفید۔

حکایات فرید الدین عطار	مترجم:۔ حکیم مطیع الرحمٰن نقشبندی
مثنوی مولائے روم	مترجم:۔ رضا محمد قریشی
قصص القرآن	مترجم:۔ رضا محمد قریشی
کلیلہ ودمنہ	مترجم:۔ رضا محمد قریشی
مرزبان نامہ	مترجم:۔ رضا محمد قریشی
سندباد نامہ	مترجم:۔ رضا محمد قریشی
شیخ عطار	مترجم:۔ رضا محمد قریشی
گلستان	مترجم:۔ رضا محمد قریشی

ہماری نئی مطبوعات

میلاد رسول اعظم ﷺ	مؤلف:۔ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی
جمال قرب الٰہی	مرتبہ:۔ سید غلام دستگیری زیدی نقشبندی
جمال ذکر الٰہی	مرتبہ:۔ سید غلام دستگیر زیدی نقشبندی
زہد کی حقیقت	مؤلف حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ
مراقبہ کی حقیقت	مؤلف:۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ
توبہ کی حقیقت	مؤلف حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ
علم کی حقیقت	مؤلف:۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ
تذکرۃ الروح	مؤلف:۔ حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
تذکرۃ الموت	مؤلف:۔ حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
تذکرۃ القبر	مؤلف:۔ حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
علم و عرفان	مؤلف:۔ مولانا محمد شریف نقشبندی
عاشورہ	مؤلف:۔ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ، لاہور۔ فون:۔ 7221953

BSW
1999

ہماری نئ مطبوعات

میلاد رسول اعظم ﷺ	مؤلف:۔ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی
جمال قرب الٰہی	مرتبہ:۔ سید غلام دستگیری زیدی نقشبندی
جمال ذکر الٰہی	مرتبہ:۔ سید غلام دستگیری زیدی نقشبندی
زہد کی حقیقت	مؤلف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
مراقبہ کی حقیقت	مؤلف:۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
توبہ کی حقیقت	مؤلف حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
علم کی حقیقت	مؤلف:۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
تذکرۃ الروح	مؤلف:۔ حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
تذکرۃ الموت	مؤلف:۔ حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
تذکرۃ القبر	مؤلف:۔ حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
عاشورہ	مؤلف:۔ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ، لاہور۔ فون:۔ 7221953